شیعہ کون ھیں اور اپنے آپ کو شیعہ کیوں کہتے ھیں

پیشکش: شیعۃ اھل البیت

http://groups.msn.com/shiaofahlulbayt

فہرستِ مضامین

کیا اسلام میں کسی گروہ سے وابستگی ممنوع ہے؟ -- 3
لفظ شیعہ کی اصل قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے اخذ کردہ ہے -- 4
حجۃالوداع -- 20
آیت 5:67 کا نزول -- 20
خطبہ -- 22
آیت 5:3 کا نزول -- 24
عہد بیعت -- 24
آیت 70:1۔3 کا نزول -- 26
جن مواقع پر امام علی علیہ سلام نے یہ حدیث یاد دلائی -- 27
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ جانشین کون ھیں؟ -- 32
سنی علماء ان بارہ سرداروں کے متعلق کیا کہتے ھیں؟ -- 32
ابن العربی -- 32
قاضی عیاض -- 33
جلال الدّین السیوطی -- 33
ابن الجوزی -- 34
النووی -- 34
البیہقی -- 34
ابن حجر العسقلانی -- 35
ابن کثیر -- 35
کیا آپ ذہنی طور پر پریشان تو نہیں ہو گئے؟ -- 35
رحلت رسول اللہ کے بعد حضرت عمر ابن خطاب کے کارنامے -- 55
شیعہ مکتبہ ء فکر کے بارے میں جامعۃ الازہر کا فتوی -- 86

کیا اسلام میں کسی گروہ سے وابستگی ممنوع ہے؟

کچھ حضرات دعوی کرتے ھیں کہ ایک مسلمان کو اپنے لیے مسلمان کا لفظ ہی استعمال کرنا چاہیے وہ قرآن پاک کی ان آیات کا حوالہ دیتے ھیں جو فرقہ واریت کی مذمت کرتی ھیں اور اس طرح نتیجہ اخذ کرتے ھیں کہ ایک مسلمان کے لئے کسی خاص گروہ سے وابستگی جائز نہیں یہ، سچ ھے کہ اسلام فرقہ واریت کی اجازت نہیں دیتا۔ تاہم کسی گروہ سے وابستگی کا مطلب اس وقت تک فرقہ واریت نہیں ھے جب تک وہ گروہ بذات خود ایک فرقہ نہ ہو۔

خود کو مسلمان کے علاوہ کچھ نہ کہنے کا نظریہ قرآن پاک سے متصادم ھے درحقیقت بعض مقامات پر اللہ تعالی نے مسلمانوں کے کسی ذیلی فرقہ کا حوالہ دیتے ہوئے مسلمانکے علاوہ کچھ دوسری اصطلاحات استعمال کی ھیں۔ مثلاً قرآن پاک میں چند ایک مقامات پر اللہ تعالی نے مسلمانوں کے ایک گروہ کا ذکر کرتے ہوئے حزب اللہکا لفظ استعمال کیا ھے جس کا مطلب ھے اللہ کا گروہ۔ اگر کسی گروہ کا رکن ہونا ناپسندیدہ عمل ہے اور صرف اور صرف مسلمانکہلوانا ہی احسن ھے تو پھر اللہ تعالی اپنے گروہ کا پرچار کرنے کی وجہ سے فرقہ پرست بن جائے گا (نعوذباللہ) حقیقت یہ ھے کہ اللہ تعالی ایک مختلف نام استعمال کرتا ھے کیونکہ وہ مسلمانوں کے ایک بلند مرتبہ طبقہ کو مخاطب کرنا چاہتا ھے۔ دراصل اللہ کے گروہ کا ہر فرد مسلمان ھے اس کے برعکس ضروری نہیں کہ ہر مسلمان اللہ کے گروہ میں شامل ہو کچھ مسلمانوں کا ایمان کم زور ہوتا ھے کچھ صرف برائے نام ہی مسلمان ہوتے ھیں لہٰذا ایسے لوگ اللہ کے گروہ سے تعلق نہیں رکھتے جن کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ھے:

> بے شک اللہ کا گروہ ہی حقیقی طور پر کامران ھے (القرآن۔58:22)

اس سے یہ ثابت ہوتا ھے کہ کسی بھی اسلامی گروہ کی مذمت نہیں کی گئی۔ درحقیقت لفظ مسلمانکا اصل حضرت ابراہیم علیہ سلام سے جا ملتا ھے قرآن پاک بیان فرماتا ھے کہ حضرت ابراہیم علیہ سلام ایک مسلمان تھے۔

> ابراہیم (علیہ سلام) نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ وہ راہ راست پر چلنے والے مسلمان تھے اور وہ بت پرستوں میں سے نہیں تھے۔ (القرآن۔3:67)

ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ھے کہ حضرت ابراہیم علیہ سلام نے ہی ہمیں مسلمان کا نام دیا:

> یہ تمہارے باپ ابراہیم (علیہ سلام) کا دین ھے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی مسلمان رکھا۔۔۔۔۔ (القرآن۔22:78)

ایک اور آیت میں حضرت ابراہیم علیہ سلام اپنے بیٹوں کو نصیحت فرماتے ھیں کہ مرنا تو مسلمان ہی مرنا

> اور اسی بات کی ابراہیم علیہ سلام اور یعقوب علیہ سلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ اے میرے فرزندو! اللہ نے تمہارے لئے دین کو منتخب کر دیا ہے اب اس وقت تک اس دنیا سے نہ جانا جب تک واقعی مسلمان نہ ہو جاؤ

(القرآن 2:132)

اب حیرت کی بات یہ کہ قرآن پاک ایک اورآیت میں تصدیق کرتا ھے کہ حضرت ابراہیم علیہ سلام بذات خود حضرت نوح علیہ سلام کے شیعہ (پیروکار،گروہ کے رکن) تھے

اور یقینی طور پر ابراہیم (علیہ سلام) ان (نوح علیہ سلام) کے شیعوں (پیروکاروں) میں سے تھے(القرآن 37:83)

سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ حضرت ابراہیم علیہ سلام جو مسلمان کہلواتے تھے اور دوسروں کو بھی موت تک مسلمان رہنے کی تلقین کرتے تھے، انہیں شیعہ کیوں کہا گیا؟ اس سے یہ حقیقت عیاں ھوتی ھے کہ ان (ابراہیم علیہ سلام) کا شیعہ ھونا ان کے مسلمان ھونے سے متصادم نہیں ھے۔

چنانچہ ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ھیں کہ کسی گروہ کا رکن ھونا اس وقت تک بحیثیت مسلمان ھماری شناخت پہ اثرانداز نہیں ھوتا جب تک اس گروہ کا راہبر اللہ تعالی کا مقرر کردہ ھو یاکم ازکم یہ کہ اس کا کوئی حکم خدا اور اس کے رسول کے حکم کے منافی نہ ھو

فرض کریں ایک گروہ ھے جس کے سربراہ کا نام امام فلاں ھے کوئی بھی شخص اس وقت تک اس گروہ کا جزو بن سکتا ھے جب تک وہ امام فلاں کے احکامات کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر ترجیح نہیں دیتا۔ ایک گروہ کب ایک فرقہ میں بدل کر اللہ تعالی کا ناپسندیدہ قرار پاتا ھے؟ جواب یہ ھے کہ یہ اس وقت ایک فرقہ ھو گا جب امام فلاں اللہ تعالی اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کے خلاف کچھ کہے اور ھم پیروکار کی حیثیت سے امام فلاں کے حکم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ترجیح دیں قرآن پاک میں اس کی سختی سے مذمت کی گئی ھے اور ایسا گروہ ہرگز اسلامی مکتبِ فکر نہیں ھے بلکہ اس نے اپنے پیروکاروں کو خدا کے دین سے ہٹا دیا اور انہیں ایک فرقہ میں بانٹ دیا۔ اللہ تعالی ھمیں ایسی گروہ بندیوں سے بچائے۔

لفظ شیعہ کی اصل قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے اخذ کردہ ھے

۔۔۔۔۔(اے پیغمبر) آپ صرف تنبیہ کرنے والے (خبردار کرنے والے) ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی (رہبر) ہے(القرآن ۔ 7:13)

سب سے پہلے تو یہ کہ سنیایک قرآنی اصطلاح نہیں ھے اس کے برعکس قرآن پاک انبیاء کے ساتھیوں کا شیعہکے طور پر ذکر کرتا ھے

ابن منظور اپنی مشہور لغت لسان العرب (جلد 8 صفحہ 189) میں لکھتے ہیں کہ

شیعہکا مطلب ھے وہ لوگ جو ہراس چیز سے محبت کرتے ہیں جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل محبت کرتی ھے اور ان کی آل سے وفاداری کرتے ہیں

سنی عالم حمیداللہ خان لکھتے ہیں:

شیعہ ء علی (علیہ سلام) بالخصوص وہ گروہ ہے جس نے حضور اکرم (ص) کے بعد خود کو حضرت علی (علیہ سلام) سے وابستہ کر لیا۔۔۔اور انہیں (علی علیہ سلام کو) دینی و دنیاوی معاملات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین سمجھا۔

سنی حوالہ: مکتبہ ہائے اسلامی فقہ، حمیداللہ خان صفحہ 121

اصطلاح شیعہ، در حقیقت، قرآن پاک سے شروع ہوتی ہے جس میں اللہ تعالی ابراھیم علیہ سلام کو نوح علیہ سلام کا شیعہ کہتا ہے

وَإِنَّ مِن شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ

اور یقینی طور پر ابراہیم (علیہ سلام) ان (نوح علیہ سلام) کے شیعوں (پیروکاروں) میں سے تھے (القرآن 37:83)

ایک اور آیت میں اللہ تعالی ہمیں دو آدمیوں کے درمیان لڑائی کے بارے میں بتاتا ہے جن میں سے ایک موسی علیہ سلام کا شیعہ تھا اور دوسرا ان کا دشمن تھا

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ(القرآن – 28:15)

اور (موسی علیہ سلام) شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب لوگ غفلت کی نیند میں تھے تو انہوں نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا ایک ان کے شیعوں میں سے تھا اور ایک دشمنوں میں سے۔جو ان کے شیعوں میں سے تھا اس نے دشمن کے ظلم کی فریاد کی تو موسی نے اسے ایک گھونسہ مار کر اس کی زندگی کا فیصلہ کر دیا اور کہا کہ یہ یقیناً شیطان کے عمل سے تھا اور یقیناً شیطان دشمن اور کھلا ہوا گمراہ کرنے والا ہے(القرآن – 28:15)

چنانچہ ہم دیکھتے ھیں کہ اصطلاح شیعہکے شواہد قرآن پاک، لغت اور غیر شیعہ احادیث (جن کا ذکر ھم جلد کرنے والے ھیں) میں موجود ھیں۔
نکتہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی انبیاء علیم سلام کے شیعہ تھے بعد میں شیعہکی اصطلاح ان لوگوں کے لیۓ استعمال کی گئی جو امام علی علیہ سلام کے پیروکار بنے۔
اسلام کی ابتدائی تاریخ میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ساتھی نہ تو خود اپنے آپ کو سنیکہتے تھے اور نہ ہی اس حوالے سے جانے جاتے تھے۔ اصطلاح سنیکا مطلب ہے سنت کا تمام مسلمین خواہ شیعہ ھوں یا غیر شیعہ، قطع نظر اس بات کے کہ وہ کس مکتبہ ء فکر سے تعلق رکھتے ھیں، اہل سنت ھونے کا دعوی کرتے ھیں چنانچہ جب ھم اصطلاح سنیکو واوعین میں لکھتے ھیں یا نام نہاد سنیکا لفظ استعمال کرتے ھیں تو اس لیئے کہ اس اصطلاح سنیکی بنیاد بذات خود ان نامناسب اور خود پسند دعووں پر مبنی ہے کہ شیعہ ء علی علیہ سلام سنت کی پیروی نہیں کرتے اس کے برعکس سنیکی اصطلاح کلیانی کی مرتب کردہ شیعہ احادیث کی مشہور کتاب اصول الکافی میں کثرت سے درج ہے

یہاں ایک مثال دی جا رہی ہے

ابو حمزہ نے کہا: میں نے امام ابو جعفر (علیہ سلام) کو یہ کہتے سنا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے فرمایا، میری حجت تمہاری امت کے بدنصیب لوگوں کے لیے تمام ہو چکی ہے، ان لوگوں کے لیے جو تمہارے بعد علی (علیہ سلام) اور ان کے جانشینوں کو ترک کر چکے ہیں یقیناً ان میں تمہاری اور تم سے پہلے انبیاء کی سنت ہے وہ تمہارے بعد میرے علم کے خزانے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل (ع) نے مجھے ان کے اور ان کے آباء کے نام بتا دیے ہیں۔

شیعہ حوالہ: اصول الکافی، 508-4

چنانچہ ہم تمام انبیاء (علیم سلام) کے شیعوں (گروہ) کی پیروی کرتے ہیں اور انبیاء اور آئمہ علیھم سلام کی سنت اور نمونہ کو اپناتے ہیں ہم تو صرف اس حقیقت کے قائل ہیں کہ اھل البیت خانوادہ ءِ نبوّت علیھم سلام ہی سب سے زیادہ اس سنت کی پیروی کرنے والے ہیں لہٰذا ہم حقیقی سنت کی طرف رہنمائی حاصل کرنے کے لئے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، معاویہ اور اس کے بیٹے یزید کی بجائے ان (اھل البیت علیھم سلام) کا دامن تھامتے ہیں اسی حقیقت کے ساتھ ہم بات کو جاری رکھتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص قرآن پاک کی تشریح وتفسیر کے لئے اسی طرح جدوجہد کرے گا جس طرح میں نے اس کی وحی کے لئے کی اردگرد موجود لوگوں نے سر اٹھائے اور سوالیہ نظروں سے حضور (ص) کی جانب اور پھر ایک دوسرے کی جانب دیکھا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی وہاں موجود تھے حضرت ابوبکر نے پوچھا کیا وہی (ابوبکر) وہ شخص ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار کیا پھر حضرت عمر نے یہی سوال دہرایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ انکار کرتے ہوئے فرمایا: نہیں! وہ شخص وہ ہے جو میرے جوتے گانٹھ رہا ہے (یعنی امام علی علیہ سلام) ابو سعید خدری (رض) کہتے ہیں: پھر ہم علی (علیہ سلام) کے پاس گئے اور یہ خوشخبری انہیں سنائی انہوں نے اپنا سر تک نہ اٹھایا اور ایسے ہی مصروف رہے جیسے تھے گویا انہوں نے پہلے ہی سے یہ سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھا تھا

سنی حوالہ جات:

1۔ المستدرک الحکیم جلد 3 صفحہ 122 (جہاں اس حدیث کو البخاری اور المسلم کی بنیاد پر صحیح قرار دیا گیا)

2۔ الذہبی، اسے تلخیص المستدرک میں بھی بیان کیا گیا اور اعتراف کیا گیا کہ یہ شیخین کے معیار کے مطابق صحیح ہے

3۔ خصائص النسائی صفحہ 40

4۔ مسند احمد ابن حنبل، جلد 3، صفحات 32-33

5۔ کنزالعمال، المتقی الہندی، جلد6، صفحہ 155

6۔ مجمع الزّوائد الھیثمی، جلد9، صفحہ 133

ابتداء میں ہم نے دیکھاکہ قرآن پاک کی خوبصورت آیات، خداتعالی کے بے عیب اور ناقابل ترمیم الفاظ ہیں شیعہکے تصوّر اور اس کے فلسفہ سے متعارف کرواتے ھیں (اگر آپ اوپر دیے گئے قرآن پاک کے عربی متن پر غور کریں تو حرف بحرف لفظ شیعہکثرت سے استعمال کیا گیا ھے)

اوپر دی گئی ایک آیت قرآنی میں ایک شخص کو موسی (علیہ سلام) کے شیعہ کا نام دیاگیا ھے اور دوسرے کو ان کے دشمن کا۔ اس طرح شیعہ ایک ایسا لفظ ھے جو اللہ تعالی نے اپنی مقدّس کتاب میں بلند مرتبہ پیغمبروں اور ان کے پیروکاروں کے لئے استعمال کیا ھے کیا حضرت ابراہیم علیہ سلام کو فرقہ پرست کہا جا سکتا ھے یا حضرت نوح علیہ سلام اور حضرت موسی علیہ سلام کے بارے میں ایسی بات سوچی جا سکتی ھے؟ (نعوذباللہ)

خود کو شیعہ کہنا نہ تو فرقہ پرستی ھے اور نہ ہی کوئی بدعت ھے کیونکہ خود قرآن پاک نے یہ لفظ اللہ تعالی کے بہترین بندوں کے لئے استعمال کی ھے شیعہکے حق میں استعمال شدہ درج بالا آیات میں یہ اصطلاح واحد شکل میں استعمال کی گئی ھے جیساکہ: نوح علیہ سلام کے شیعہ، موسی علیہ سلام کے شیعہ۔ اسلامی تاریخ میں شیعہ کا لفظ بالخصوص علی علیہ سلام کے پیروکارونکے لیے استعمال ھوا ھے وہ پہلی ہستی جنہوں نے یہ لفظ استعمال کیا خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھیں

رسول اللہ (ص) نے فرمایا:

> میرے بعد لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے، تم لوگ گروھوں میں بٹ جاؤگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ سلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا علی علیہ سلام اور ان کے ساتھی صراط مستقیم پر ھوں گے

سنی حوالہ: کنزالعمال حدیث نمبر33016

اور:

> جس نے علی علیہ سلام کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی،
> جس نے علی علیہ سلام کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی

سنی حوالہ: کنزالعمال، حدیث نمبر32973

اور:

> علی علیہ سلام نجات کا دروازہ ہیں، جو اس میں داخل ھوتا ھے مومن ھے، جو اسے چھوڑ دیتا ھے کافر ھے

سنی حوالہ: کنزالعمال، حدیث نمبر32973

اور:

جس نے علی (علیہ سلام) کو چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا، جس نے مجھے چھوڑا اس نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑا

سنی حوالہ: کنزالعمال، حدیث نمبر 32974- 32976، عبداللہ ابن عمر (دو مختلف سلسلوں سے) اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ راویان ھیں
یہ علی علیہ سلام کے شیعہ ہی ہیں جن کی مدح میں درج ذیل آیت نازل ھوئی:

اور بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے، وہی خیر البریہ (بہترین خلائق) ہیں (القرآن ۔ 98:7)

محمد بن علی، تفسیر ابن جریر الطبری جلد 33 صفحہ 146 (طبع مصر) بیان کرتے ھیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا:

اے علی (علیہ سلام) آپ اور آپ کے شیعہ ہی خیر البریہ (مخلوقات میں افضل) ھیں

جلال الدّین سیوطی (849- 911ھ) بہت نامور سنی علماء میں سے ایک ھیں اس آیت کی تفسیر میں وہ تین مختلف اسناد سے روایت بیان کرتے ھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو بتایا کہ یہ آیت علی علیہ سلام اور ان کے شیعوں کے بارے میں نازل ھوئی:

مجھے قسم ھے اس ذات کی جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ھے کہ یہ شخص (علی علیہ سلام) روز قیامت ذریعہء نجات ہو گا

سنی حوالہ: تفسیر درّ منثور جلد 6 صفحہ 379 (طبع مصر)

وہ تین صحابہ جنھوں نے یہ حدیث بیان کی (1) خود علی علیہ سلام (2) جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ (3) عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ھیں

اکثر مکاتب فکر انہیں سچے راویان حدیث تسلیم کرتے ھیں۔ اگر یہ حدیث کسی شیعہ کتاب میں ھوتی تو اسے ایک من گھڑت روایت قرار دیا جا سکتا تھا لیکن سنی کتب میں اس کی موجودگی نے خود سنی علماء کو پریشان کر دیا ھے

کوئی حدیث ایسی نہیں جس میں حضور (ص) نے سوائے علی علیہ سلام اور ان کے شیعوں (پیروکاروں) کے کسی اور صحابی اور ان کے پیروکاروں کو جنت کی ضمانت دی ھو

دوسرے سنی علماء نے بھی درج بالا آیت کی تفاسیر میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ھے
سنی حوالہ: تفسیر فتح البیان جلد 10 صفحہ 333 (طبع مصر)، تفسیر فتح القدیر جلد 5 صفحہ 477
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ھیں کہ جب یہ آیت نازل ھوئی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے علی (علیہ سلام)! قیامت کے روز آپ اور آپ کے شیعہ خوشحال ھوں گے

سنی حوالہ: تفسیر درّ منثور جلد 6 صفحہ 379 (طبع مصر)

سنی حوالہ: احمد ابن حجر مکی اپنی صواعق المحرقہ صفحہ 159 (طبع مصر) میں امام الدار القطنی کے حوالے سے لکھتے ھیں

اے ابوالحسن! آپ اور آپ کے شیعہ جنت حاصل کریں گے

نامور سنی عالم ابن حجر المکی اپنی شیعہ مخالف کتاب صواعق المحرقہ میں امام طبرانی کے حوالے سے درج ذیل روایت بیان کرتے ھیں:

اے علی (علیہ سلام)! چار لوگ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے، میں، آپ، حسن اور حسین (علیھم سلام)، آپ کے جانشین ہمارے پیچھے ہوں گے اور ہماری بیویاں ہمارے جانشینوں کے پیچھے ہوں گی اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں اور بائیں اطراف میں ہوں گے

تفسیر درّ منثور جلد 6 صفحہ 379 (طبع مصر) میں حضرت علی علیہ سلام سے روایت ھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

کیا آپ نے یہ آیت نہیں سنی، ان کے پروردگار کی طرف سے ان کا اجر ہمیشہ رہنے والے باغات ہوں گے، جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی، وہ ھمیشہ وہاں رہیں گے؟ یہ آیت آپ اور آپ کے شیعوں کے لئے ھے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کو حوض کوثر پر ملوں گا

نامور شافعی عالم المغازلی انس بن مالک سے ایک روایت بیان کرتے ھیں:

ستر ہزار لوگ بغیر سوالات کے جنت جائیں گے، اور پھر حضور علی علیہ سلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: وہ آپ کے شیعوں میں سے ہوں گے اور آپ ان کے امام ہوں گے

سنی حوالہ: مناقب علی مرتضی، صفحہ 184 از المغازلی الشافعی

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو نوح علیہ سلام کا عزم، آدم علیہ سلام کا علم، ابراھیم علیہ سلام کا حلم، موسی علیہ سلام کی ذہانت اور عیسی علیہ سلام کی دین پرستی دیکھنا چاھے وہ علی ابن ابی طالب علیہ سلام کو دیکھے

سنی حوالہ جات:

1۔ صحیح البیہقی

2۔ مسند ابن حنبل

3۔ شرح ابن ابی الحدید، جلد 2، صفحہ 449

4۔ تفسیر الکبیر از فخر الدّین الرازی، آیہ ء تطہیر کی تفسیر میں جلد 2 صفحہ 288 پر بیان کیا گیا، انہوں نے اس روایت کو مکمل صحیح قرار دیا ھے

5۔ ابن بطہ نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے طور پر بیان کیا ھے جیسا کہ کتاب فتح الملک العلی بصحاح حدیث باب مدینۃ العلم از احمد ابن محمد ابن صدّیق الحسنی المغربی میں بیان کیا گیا

جن لوگوں نے امام علی علیہ سلام کو تمام پیغمبروں کے اسرار کا خزانہ کہا ان میں سلطان العارفین محی الدّین العربی ھیں جن سے العارف الشعرانی نے اپنی کتاب الیواقیت الجواھر (صفحہ 172 بعنوان 32) میں نقل کیا ھے

احمد ابن حنبل نے مصدّقہ ذریعوں سے ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ سلام سے فرمایا:

بے شک تم قرآن پاک (کی تعلیمات) کے لئے جدّوجہد کرو گے جیسے میں نے اس کی وحی کے لئے جدّوجہد کی

سنی حوالہ: تاریخ الخلفاء از جلال الدّین سیوطی صفحہ 173

الحکیم نے بیان کیا ھے کہ انس بن ملک نے روایت بیان کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ سلام سے بیان فرمایا: تم میرے بعد اٹھنے والے فتنوں میں میری امت کی، حق کی جانب رہنمائی کرو گے

سنی حوالہ:

المستدرک از الحکیم جلد 3 صفحہ 112 جنھوں نے اسے دو شیخین (البخاری اور المسلم) کی سند پر صحیح قرار دیا [یعنی بخاری اور مسلم کے معیار کے مطابق درست سلسلہ ء اسناد قرار دیا ھے]

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ سلام سے فرمایا: اے علی (علیہ سلام)! آپ کے لئے خوشخبری ھے بے شک آپ اور آپ کے ساتھی اور آپ کے شیعہ (پیروکار) جنت میں ھوں گے

سنی حوالہ جات:

1۔ فضائل الصحابہ از احمد بن حنبل جلد 2، صفحہ 655

2۔ حلیۃ الاولیاء از ابو نعیم جلد 4، صفحہ 329

3۔ تاریخ از الخطیب البغدادی، جلد 12، صفحہ 289

4۔ الاوسط از الطبرانی

-5 مجمع الزّوائد از الھیثمی جلد 10 صفحات 21-22

6۔ الدّارقطنی، جنھوں نے بتایا کہ یہ روایت بہت سی اسناد سے منتقل ھوئی ھے

7۔ الصواعق المحرقہ از ابن حجر الھیثمی، جلد 11 حصہ اوّل صفحہ 247

اس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیعہ ء علی (علیہ سلام) کا لفظ اکثر استعمال کیا کرتے تھے یہ کوئی بعد میں ایجاد کیا گیا لفظ نہیں ھے حضور (ص) نے فرمایا کہ امام علی (علیہ سلام) کے سچے پیروکار جنت میں جائیں گے اور یہ ایک عظیم خوشخبری ھے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ھے کہ

پیغمبر خدا (ص) نے فرمایا:

روز قیامت شیعہ ء علی (علیہ سلام) حقیقی فاتح ہوں گے

سنی حوالہ جات:

1۔ المناقب احمد، جیسا کہ ینابیع المؤدۃ از القندوزی الحنفی صفحہ 62

2۔ تفسیر الدرّالمنثور، از الحافظ جلال الدّین سیوطی جنہوں نے اس روایت کو اس طرح سے لکھا ہے:

ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ علی علیہ سلام ہماری جانب آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ (علی علیہ سلام) اور ان کے شیعہ اٹھنے کے دن (روز قیامت) نجات حاصل کرنے والے ہیں

اٹھنے کے دن سے مراد امام مہدی (علیہ سلام) کے ظہور کا دن بھی ہو سکتا ہے لیکن زیادہ تر اس سے مراد قیامت کا دن ہی لیا جاتا ہے مزید یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے علی (علیہ سلام)! قیامت کے دن میں اللہ تعالی تک رسائی حاصل کروں گا اور تم مجھ تک رسائی حاصل کرو گے اور تمہاری اولاد تم تک رسائی حاصل کرے گی اور شیعہ (پیروکار) ان تک رسائی حاصل کریں گے پھر تم دیکھو گے کہ ہمیں کہاں لے جایا جاتا ہے (یعنی جنت میں)

سنی حوالہ:

ربیع الابرار از الزّمخشری

مزید یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی (علیہ سلام)! (قیامت کے روز) آپ اور آپ کے شیعہ اللہ تعالی کے پاس اس طرح آئیں گے کہ وہ اللہ تعالی سے راضی اور اللہ تعالی ان سے راضی اور آپ کے دشمن اس کی جانب یوں آئیں گے کہ وہ ناراض اور اکڑی ہوئی گردنوں کے ساتھ ہوں گے (یعنی وہ متکبر ہوں گے)

سنی حوالہ جات:

1۔ الطبرانی، امام علی علیہ سلام کی سند پر

2۔ الصواعق المحرقہ از ابن حجر الھیثمی باب 11 حصہ اوّل صفحہ 236

ایک اور روایت جو زیادہ مکمل طور پر بیان کی گئی اور سنی علماء نے بھی بیان کی، کاچھ یوں ہے:

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی وہ جو ایمان رکھتے ہیں اور نیک اعمال بجا لاتے

ھیں وہی مخلوقات میں بہترین ھیں (القرآن 98:7) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ تم اور تمہارے شیعہ ھیںمزید فرمایا: اے علی (علیہ سلام)! (قیامت کے روز) آپ اورآپ کے شیعہ اللہ تعالی کے پاس اس طرح آئیں گے کہ وہ اللہ تعالی سے راضی اور اللہ تعالی ان سے راضی اورآپ کے دشمن اس کی جانب یوں آئیں گے کہ وہ ناراض اور اکڑی ھوئی گردنوں کے ساتھ ھوں گے (یعنی وہ متکبر ہوں گے) علی علیہ سلام نے پوچھا: میرے دشمن کون ھیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: وہ جو خود کوآپ سے جدا کر لیتے ھیں اورآپ پر تبرا کرتے ھیں اور خوش خبری ھے ان لوگوں کے لئے جو قیامت کے روز سب سے پہلے زیر عرش پہنچیں گے علی علیہ سلام نے پوچھا: اے رسول خدا! وہ کون لوگ ھیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: اے علی (علیہ سلام)! آپ کے شیعہ اور وہ جوآپ سے محبت کرتے ھیں

سنی حوالہ جات:

1۔ الحافظ جمال الدین الضارندی، ابن عباس کی سند پر بیان کرتے ھیں

-2 الصواعق المحرقہ از ابن حجر، باب 11، حصہ اوّل صفحات 246-247

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ سلام سے فرمایا: جنت میں داخل ھونے والے پہلے چار لوگ میں، آپ، حسن اور حسین ھیں اور ھماری اولاد ھمارے پیچھے ھوگی اور ھماری بیویاں ھماری اولاد کے پیچھے ھوں گی اور ھمارے شیعہ ھمارے دائیں جانب اور ھماری صحبت میں ھوں گے

سنی حوالہ جات:

1۔ المناقب از احمد

-2 الطبرانی بحوالہ الصواعق المحرقہ از ابن حجر ھیثمی باب 11 حصہ اوّل صفحہ 246

جیساکہ ھم شیعہ مکتبہ ء فکر کے آغاز کی وضاحت کر چکے ھیں آئیے اب دیکھیں کہ اہل السنت حقیقی شیعہ اور اس کے مقام کی نشاندہی کیسے کرتے ھیں

اس سے بہتر وضاحت کیا ھو سکتی ھے جو المحدث شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اپنی ایک شیعہ مخالف کتاب میں شیعہکے بارے میں کی ھے:

شیعہ کا لقب سب سے پہلے ان مہاجرین وانصار کو دیا گیا جنھوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کی رہ ان (علی) کی خلافت کے دوران ان کے وفادار اور ثابت قدم پیروکار رھے وہ ان کے قریب رھے ھمیشہ ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور ان کے احکامات پر کاربند اور ممنوعات سے بچتے رھے حقیقی شیعہ یہی ھیں جو 37 ھجری میں آئے (37 ھجری۔ جب امام علی (علیہ سلام) نے صفین کے مقام پر معاویہ سے جنگ کی)

سنی حوالہ: تحفہ اثنا عشریہ (فارسی طباعت، صفحہ 18، ناشر سہیل اکیڈمی، لاھور، پاکستان)

مہاجرین وانصار (صحابہ) شیعہ ء علی تھے چنانچہ یہ بات حتمی طور پر ثابت شدہ ھے کہ شیعہ عقیدہ کا آغاز حضور (ص) کے ہمعصروں سے ہوا اوپر دیے گئے شواہد سے یہ پتہ چلتا ھے کہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میںشیعہ کا لفظ اپنے پیغمبروں اور ان کے پیروکاروں کے لئے استعال کیا ھے مزید برآں خود اس کے پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ لفظ بار بار امام علی علیہ سلام کے پیروکاروں کے لیے استعال کیا یہاں لفظ شیعہ ایک مخصوص معنی میں استعمال ہوا ھے یہ جمع کے صیغے (گروھوں) کے طور پر نہیں ھے بلکہ درج بالا آیات اور روایات ایک مخصوص گروہ کا حوالہ دے رہی ھیں اگر شیعہ سے مراد کوئی فرقہ ھوتا تو نہ ہی اللہ تعالی اپنے برگزیدہ پیغمبروں کے لیے اسے استعال کرتا اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توصیفی الفاظ میں ان (شیعہ) کا ذکر فرماتے

تاھم، ھمیں اصطلاحات اہل السنت والجماعت، الوہابیہ، السلفیہ وغیرہ نہ تو قرآن پاک میں کہیں ملتی ھیں اور نہ ھی احادیث نبوی میں۔ ہم متفق ھیں کہ ھمیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی ھی کرنا چاھیئے لیکن ہم یہاں چاھیں گے کہ ان اصطلاحات کے حقیقی آغاز کو دریافت کرنے کی کوشش کریں ہم شیعہ فخر کرتے ھیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتے ھیں لیکن سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ کون سی سنت حقیقی ھے اور کون سی نہیں صرف لفظ سنیکا مفہوم کو واضح نہیں کرتا تمام مسلمان قطع نظر اپنی مذہبی وابستگیوں کے حضور (ص) کی سنت کی پیروی کرنے کا دعوی کرتے ھیں اور یہ ذہن میں رھے کہ رسول خدا (ص) نے ہرگز مسلمانوں کو تقسیم کرنا نہیں چاہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ ان (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی کے دوران ان کے ساتھی کے طور پر اور ان کے بعد ان کے خلیفہ کے طور پر امام علی علیہ سلام کی پیروی کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر شخص سے یہی چاہا لیکن جنہوں نے اس نصیحت پر عمل کیا بدقسمتی سے چند ایک ھی تھے یہ شیعہ ء علی (علیہ سلام) کہلائے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سے ھی ان کے ساتھ بے حد سختیاں برتی گئیں اور متعصبانہ سلوک کیا گیا اگر تمام مسلمان یا مسلمانوں کی اکثریت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت پر عمل پیرا ھوتی تو اسلام میں کوئی گروہ بندی اور تفرقہ بازی نہ ھوتی اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا:

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو (القرآن 3:103)

اللہ کی رسی جسے ہم نے مضبوطی سے تھامنا ھے، اہل البیت علیہم السلام ھیں۔ کچھ سنی علماء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ سلام سے یہ روایت بیان کی ھے:

ہم ھی وہ اللہ کی رسی ھیں جس کے بارے میں اس نے ارشاد فرمایا: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو (القرآن 3:103)

سنی حوالہ جات:

1۔ الصواعق المحرقہ از ابن حجر الھیثمی، باب 11، حصہ اوّل، صفحہ 233

2۔ تفسیر الکبیر از الثعلبی، آیت 3:103 کی تفسیر کے تحت بیان کیا گیا
چنانچہ جب اللہ تعالی فرقہ پرستی کی مذمت کرتا ھے تو در حقیقت یہ ان لوگوں کی مذمت ھے جنھوں نے اس کی رسی کو چھوڑ دیا نہ کہ ان لوگوں کو جنھوں نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ کی رسی سے مراد قرآن پاک ھے یہ بھی سچ ھے لیکن حضرت ام سلمی کی روایت کردہ درج ذیل حدیث بھی مدّ نظر رھے:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> علی علیہ سلام قرآن کے ساتھ ھیں اور قرآن علی علیہ سلام کے ساتھ ھیں وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ھوں گے حتی کہ دونوں میرے پاس (بہشت کے) حوض پر پہنچیں گے

سنی حوالہ جات:
1۔ المستدرک از الحکیم جلد 3 صفحہ 124 حضرت امّ سلمی کی روایت پر بیان کیا گیا
2۔ الصواعق المحرقہ از ابن حجر باب 9 حصہ دوم صفحات 191، 194
3۔ الاوسط از طبرانی
4۔ الصغیر تاریخ الخلفاء از جلال الدّین سیوطی صفحہ 173
اس طرح ھم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ھیں کہ امام علی علیہ سلام ناطق قرآن ھیں اس طرح وہ اللہ کی مضبوط رسی بھی ھیں کیونکہ وہ دونوں (قرآن اور علی علیہ سلام) لازم و ملزوم ھیں در حقیقت سنی کتابوں میں بھی کثیر تعداد میں ایسی روایات موجود ھیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن اور اہل البیت علیہم السلام کو لازم و ملزوم قرار دیا ھے اور اگر مسلمان صراط مستقیم پر رہنا چاہتے ھیں تو انہیں ان دونوں سے متصل رہنا ھو گا (برائے مہربانی قرآن اور اہل البیتکا مطالعہ کریں) اس طرح ھم یہ کہہ سکتے ھیں کہ اہل البیت علیہم السلام سے دور ھونے والے ھی در حقیقت فرقہ پرست ھیں جو فرقوں میں بٹ گئے اور اپنے اس انحراف کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مسترد کئے گئے
اللہ تعالی نے قرآن پاک میں یہ بھی فرمایا:

> اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ھو جاؤ (القرآن 9:119)

کاچھ سنی مفسرین کے نزدیک صادقینسے مراد امام علی علیہ سلام ھیں
سنی حوالہ:
تفسیر الدرّ المنثور، از الحافظ جلال الدّین سیوطی، دو روایتیں ملتی ھیں، (1) ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت بیان کی ھے (2) اور ابن عساکر نے ابا جعفر (علیہ سلام) سے روایت کی ہے

لہٰذا لوگوں کو چاہیئے تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے اور حضور (ص) کے بعد امام علی علیہ سلام سے جدا نہ ہوتے بد قسمتی سے ایک بڑی اکثریت نے اس بات کو نظر انداز کیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ گروہ بندیاں ہوگئیں تاریخ کے اس دور میں امام علی علیہ سلام سے تعصب اور نفرت اس حد تک پہنچا کہ لوگوں نے حضور (ص) کے امام علی علیہ سلام کو عطا کردہ القابات چرا کر دوسروں کو دینا شروع کر دیے مثال کے طور پر جہاں تک لفظ الصادقینکا تعلق ھے، بہت سی سنی روایات میں حضور (ص) کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ھے

الصادقین (سچے) تین لوگ ھیں: ہزقیل جو فرعون کے خاندان کے ایک مومن تھے (بحوالہ القرآن: 40:28) اور حبیب النجار جو خاندان یسین کے ایک مومن تھے (بحوالہ: القرآن 36:20) اور علی ابن ابی طالب علیہ سلام جو ان میں سب سے زیادہ متقی ھیں (بحوالہ: القرآن 9:119)

سنی حوالہ جات:

1۔ ابو نعیم اور ابن عساکر، ابو لیلی کی سند پر

2۔ ابن النجار، ابن عباس کی سند پر

3۔ الصواعق المحرقہ، از ابن حجر، باب 9، حصہ دوئم، صفحات 192-193

ہم اس مختصر بحث میں یہ ثابت کر چکے ھیں کہ شیعکی اصطلاح قرآن پاک میں اللہ تعالی کے مخلص بندوں کے پیروکاروں کے لئے استعمال ھوئی ھے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں امام علی علیہ سلام کے پیروکاروں کے لئے استعمال ھوئی ھے۔ جس نے خدا تعالی کی طرف سے مقرّر کردہ ایسے ھادی کی پیروی کی وہ دین میں فتنوں سے محفوظ ہوگیا اور اس نے اللہ تعالی کی مضبوط رسی کو تھام لیا اور اسے جنت کی خوشخبری دے دی گہ

ایک برادر اہل السنت نے لکھا: سنیکا مطلب ھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والا اور قرآن پاک کی درج ذیل آیت اس کی حمایت میں ھے

بے شک تم میں سے اس کے لئے رسول اللہ (ص) کی زندگی میں بہترین نمونہ ء عمل ہے جو اللہ اور آخرت سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے (القرآن۔ 33:21)

ددرج بالا آیت میں نہ تو لفظ سنتاور نہ ھی اس سے اخذ کردہ الفاظ استعمال ھوئے ھیں جیسا کہ ہم ابتداء میں ذکر کر چکے ھیں کہ اللہ تعالی نے آیت 22:78 میں مسلمانکی اصطلاح حرف بحرف استعمال کی ھے اسی طرح آیت 37:83 میں حضرت ابراہیم علیہ سلام کے لئے لفظ شیعہاستعمال کیا گیا تاہم اللہ تعالی نے کہیں بھی حضور (ص) کے پیروکاروں کے لئے سنیہیا اہل السنتکا لفظ استعمال نہیں کیا

اگر یہ کہا جائے کہ اگرچہ ھمیں ایسی کوئی اصطلاح تو نہیں ملتی لیکن ہمیں معلوم ھے پیغمبر اکرم (ص) ھی ھمارے لئے اسوہ ھیں تو جواب یہ ہو گا

کہ قرآن پاک یہ تصدیق بھی کرتا ھے کہ حضرت ابراہیم علیہ سلام بھی ھمارے لئے ایک اسوہ ھیں

بے شک تمہارے لئے بہترین نمونہ ء عمل ہے ابراہیم (ع) میں۔۔۔۔(القرآن ۔ 60:4)

غور کریں اوپر دی گئی آیت میں حرف بحرف وہی لفظ استعمال ہوا ہے جو اس سے پچھلی آیت جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ھے، میں استعمال کیا گیا اور یہی بات درج ذیل آیت پہ صادق آتی ھے:

بے شک تمہارے لئے ان لوگوں (ابراہیم علیہ سلام اور ان کے پیروکاروں) میں بہترین نمونہ ء عمل ہے اس شخص کے لئے جو اللہ اور روز آخرت کا امیدوار ہے اور جو اس سے انحراف کرے گا اللہ اس سے بے نیاز اور قابل حمد وثنا ہے (القرآن ۔ 60:6)

اب برائے مہربانی ھمیں یہ بتایا جائے کہ آیا ابراھیم علیہ سلام کی تعلیمات کی پیروی کرنے پر ہم سنی کہلوائیں گے؟ بلا شبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم کی سنتوں پر ہی عمل کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی سنی نہیں کہا گیا اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ سلام نے حضرت نوح علیہ سلام کی سنتوں پر عمل کیا لیکن انہیں کبھی سنی نہیں کہا گیا قرآن پاک بتاتا ھے کہ وہ (ابراہیم علیہ سلام) نوح علیہ سلام کے شیعہ تھے

قرآن پاک نے سنت کا لفظ اللہ تعالی کے امور اور نظام کائنات کے حوالے سے استعمال کیا ھے (سنت اللہ) لیکن ہم یہاں پر، لفظ سنت، حضور (ص) کے حوالے سے زیر بحث لا رھے ھیں نہ کہ نظام کائنات کے حوالے سے ۔ چنانچہ ھم سنت رسول اللہﷺ جیسی کسی اصطلاح کی تلاش میں ہیں

معنوی اعتبار سے سب مسلمان سنی ھیں لیکن صرف ایک گروہ جو اس نام سے مشہور ھے ۔ خود پر سنی ہونے کی مہر لگا چکا ھے آخر اس نے یہ مہر کیسے لگائی؟ یہ تحقیق طلب ھے

تمام مسلمان معنویت کے اعتبار سے اطاعت گزار ھیں لیکن مسلمانوں کا کوئی گروہ ایسا نہیں ھے جو اطاعت گزار کہلاتا ہو اس سے ظاہر ہوتا ھے کہ معنوی اعتبار سے کوئی خاص وصف رکھنے کا مطلب یہ نہیں کہ ھم اس وصف کی اپنے اوپر چھاپ لگا دیں بالعموم (اگرچہ ھمیشہ نہیں) یہ چھاپ محض نام نہاد ھی ہوتی ھے اور دعوی داروں میں اس وصف کی حقیقت دکھائی نہیں دیتی بعض اوقات کوئی چیز مختلف نمونوں میں دستیاب ہوتی ھے اور ہر گروہ اپنے اپنے نمونے کے حقیقی ہونے کا دعوی کرتا ھے اور لوگوں کو کسی مخصوص نمونے کی طرف راغب کرنے کے لئے ایک خاص نام استعمال کر لیا جاتا ھے چنانچہ یہ کوئی دانشمندی نہیں ہوگی کہ کسی چیز کی اصلیت کو اس کے محض نام سے پہچانا جائے بلا شبہ معنوی لحاظ سے حضور (ص) کے پیروکاروں کو ان کی سنت ھی کی پیروی کرنا ھے لیکن کیا انہیں اس وقت بھی سنی کہا جاتا تھا جب حضور (ص) اس دنیا میں تشریف فرما تھے؟ یا ان کے وصال کے چند سال تک بھی ایسی کوئی اصطلاح استعمال ہوتی تھی؟ اہل السنت والجماعت یہ دعوی کرتے ھیں کہ تمام اصحاب نبی راہ راست پر اور ستاروں کی مانند تھے اور اس سنت نبی (ص) تک رسائی حاصل کرنے کا

ذریعہ ھیں جس کی بنیاد پر وہ خود کو سنی کہتے ھیں
اللہ کی نظر میں تمام صحابہ برابر نہیں ہیں برادران اہل السنت سے ھمارا سوال ہے کہ وہ کس بنیاد پر تمام صحابہ کے راہ راست پر ہونے کا دعوی کرتے ہیں جب اللہ تعالی خود تسلیم کرتا ھے کہ کاچھ صحابہ راہ راست پر نہیں ہیں تو سنی برادران صحابہ کے بارے میں شیعہ نظریات پر کیوں اعتراض کرتے ھیں کتنی مضحکہ خیزبات ھے کہ اللہ تعالی جو ہمارا خالق ھے اور ہمیں سب سے زیادہ جانتا ھے خود اپنی مخلوقات کے بارے میں کاچھ فرماتا ھے اور سنی برادران اس فرمان کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ھوئے یوں دعوی کرتے ھیں جیسے وہ بہتر جانتے ھوں اگرچہ بات دہرائی جا رہی ھے لیکن ھم پھر یہ وضاحت چاہیں گے کہ جب اللہ تعالی نے صحابہ کرام میں ایک خط امتیاز کھیچ دیا تو سنی اسے تسلیم کرنے سے انکار کیوں کرتے ھیں؟ مزید برآں ھمارے سنی برادران جب یہ کہتے ھیں کہ یہ آیات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے علاوہ کچھ دوسرے صحابہ کے بارے میں ھے تو دراصل خود اس شیعہ نظریہ کو تقویت پہچاتے ھیں کہ تمام صحابہ راہ راست پر نہیں تھے چونکہ خود اللہ تعالی کچھ اصحاب کا بلند مقام بیان فرماتا ھے اور کچھ کا نہیں لہذا شیعہ بھی یہی لائحہ ء عمل اپناتے ھیں کیا یہی قرین عقل نہیں کہ ھم صحابہ ء کرام میں خط امتیاز رکھیں؟ کیا حضرت عیسی علیہ سلام کے زیر تربیت افراد نے انہیں دھوکا نہیں دیا؟ کیا حضرت موسی علیہ سلام کو یہودیوں نے دھوکا نہیں دیا؟ اسی طرح ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ کیا حضور اکرم (ص) کے صحابہ مختلف ھیں؟ کیا وہ انسان نہیں ھیں جو خطا کار اور گناہ گار ھو سکتے ھیں؟ کیا آپ اللہ تعالی کی مخلوقات میں تنوع نہیں دیکھتے؟ کیا تمام مومنین، خواہ اس دور کے ھوں یا ماضی کے، ایک ہی مقام رکھتے ھیں؟ کیا ھم نہیں دیکھتے کہ کچھ مخلص مومنین اور کچھ منافق ھوتے ھیں؟ پھر سنی برادران اس حقیقت کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ اگر شیعہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو اس زمرے سے خارج بھی کر دیں پھر بھی سنی اس بات پر متفق نہیں ھوتے کہ حضور (ص) کے کچھ صحابہ راہ راست پر نہیں تھے اور منافق تھے کیا اللہ تعالی نے اپنی مقدّس کتاب میں ایک مکمل سورہ منافقین کے بارے میں نازل نہیں کیا؟ اور کیا اللہ تعالی یہ نہیں فرماتا:

اللہ کے ہاں ان (سب) کے مختلف درجات ہیں اور اللہ سب کے اعمال سے باخبر ہے (القرآن ـ 3:163)

اپنے دلائل کا دفاع کرتے ھوئے سنی برادران ایک اور نکتہ جو پیش کرتے ھیں وہ یہ ھے کہ درج بالا آیت میں یا سورہ ء منافقون میں صحابہ کرام مخاطب نہیں ھیں

ایسی صورت میں ہمارا جواب یہ ھو گا: سنی مکتبہ ء فکر کے مطابق ہر وہ شخص جو حضور (ص) کو دیکھ چکا ھے صحابیکہلاتا ھے اور حضور (ص) کے بعد کی نسل تابعون (پیروکار) کہلاتی ھے اس طرح متذکرہ جھگڑا طے پا جاتا ھے

اگر ھمارے سنی برادران یہ کہیں کہ لفظ صحابہصرف ان مخلص مومنین کے لیے ھے جو حضور (ص) کے قریب تھے اور قرآن و حدیث کے حفاظ تھے اور عبادت گزار تھے تو یہ در حقیقت وہی ھو گا جو شیعہ کہنے کی کوشش کرتے رھے ھیں تمام صحابہ راہ راست پر نہیں تھے لہذا اس قانون کے تحت شیعہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو (وہ سب کاچھ دیکھ کر جو انھوں نے حضور (ص) کے اہل البیت کے ساتھ کیا) مومن کامل

ماننے کو تیار نہیں۔
الزمخشری عظیم سنی عالم اور شاعر نے ان الفاظ میں یہ نتیجہ اخذ کیا ھے

> شکوک اور شبہات کی کثرت ہو گئی ہر کوئی دعوی کرتا ھے کہ وہ حق پر ھے میں نے تو اسی ایمان کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیںاور احمد (محمد) (ص) اور علی (ع) کے ساتھ محبت کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیا ھے ایک کتا اصحاب کھف سے محبت کر کے عظیم اجر و انعام حاصل کر چکا ھے تو میں حضور (ص) کے اہل البیت سے محبت کر کے کیسے کاچھ بھی کھو سکتا ھوں؟

اس کے برعکس صحابہ خود اعتراف کر چکے ھیں کہ انہوں نے کئی بار پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلام کی سنت کو بدلا:
صحیح بخاری جلد 3، صفحہ 32 پر حدیبیہ کی جنگکے عنوان کے تحت یہ بیان کیا گیا ھے کہ

> علاء ابن المسیب نے کہا: میں البراء ابن العازب سے ملا اور کہا خدا آپ کو خوش رکھے آپ اصحاب پیغمبر (ص) میں سے ھیں اور آپ نے ان کی معیت میں درخت کے نیچے ایک معاہدہ (بیعت) کی اس پر البراء نے کہا: اے میرے بھتیجے! تم نہیں جانتے ھم نے ان (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلام) کے بعد کیا کیا تبدیلیاں کیں

یہ ایک قریبی صحابی کا واضح اعتراف ھے کہ انہوں نے اللہ کے دین کو بدل دیا اور اس کے احکامات کی بے حرمتی کی سوال یہی ھے کہ خدا کے دین کو بدلنے کا صحابہ کو کیا حق پہنچتا ھے؟ یہی اصل وجہ ھے کہ امت مسلمہ ابھی تک اس قدر زوال کا شکار ھے کہ یہاں بنیادی انسانی حقوق بھی میسر نہیں یہ نشانیاں ھیں ان لوگوں کے لیے جو سوچتے ھیں
صحیح بخاری، جلد 2 صفحہ 201 میں ایک لمبی روایت بیان کرنے کے بعد لکھا گیا ھے:
جب حضرت عمر کو خنجر گھونپا گیا اور ابن عباس اظہار افسوس کے لئے آئے تو انہوں نے کہا:
---------۔ خدا کی قسم میں اس (اللہ) سے ملاقات کرنے سے پہلے اس کی سزا سے بچنے کی خاطر اس روئے زمین کے برابر سونا بھی دے سکتا تو دے دیتا
اگر حضرت عمر ایسے ہی وفادار صحابی تھے تو انہوں نے اللہ تعالی سے بچنے کے لیے اپنا تاوان دینے کی خواہش کیوں ظاہر کی؟ کیا ایسا اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے بہت ناانصافیاں کی ھوں گی اور روز قیامت وہ ان کے ذمے دار ٹھہریں گے؟ خود سے پوچھیں! حضرت ابوبکر کی حالت بھی مختلف نہ تھی
تاریخ الطبری صفحہ 41 پر بیان کیا گیا ھے کہ:

> ابوبکر نے کسی درخت پر ایک پرندہ دیکھ کر کہا: اے پرندے! تم کتنے آسودہ حال ھو تم پھل کھاتے ھو اور درختوں پر بسیرا کرتے ھو تمہارے لیے نہ سزا ھے نہ اجر! کاش میں بھی کسی سڑک کے کنارے اگا ھوا کوئی درخت ھوتا تا کہ کوئی اونٹ مجھے کھاتا اور خارج کر دیتا اور میں انسان کی حیثیت سے پیدا نہ ھوا ھوتا!

جس طرح سے سنی حضرت ابوبکر کے بلند روحانی مقام کا ذکر کرتے ھیں اگر واقعی اس میں حقیقت ھوتی توکیا وہ (بحیثیت انسان) پیدا ھی نہ ھونے کی خواہش کا اظہار کرتے؟

اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ھے:

> آگاہ ہو جاؤ! بے شک اولیاء خدا پر نہ خوف طاری ہوتا ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوتے ہیں؛ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے؛ ان کے لئے دنیا اور آخرت دونوں مقامات پر نجات اور خوشخبری ہے اور کلمات خدا میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور یہی در حقیقت عظیم کامیابی ہے (القرآن ۔ 10:62،64)

اللہ تعالی بتاتا ھے کہ جنہوں نے کہا ہمارا معبود اللہ ھے اور پھر صراط مستقیم پر ڈٹے رھے ان پر فرشتے اترتے ھیں:

> بے شک جن لوگوں نے یہ کہاکہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسی پر ڈٹے رہے ان پر ملائکہ یہ پیغام لے کر نازل ہوتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور رنجیدہ بھی نہ ہو اور اس جنت سے مسرور ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے ہم دنیاوی زندگانی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی اور وہاں (جنت میں) تمہارے لئے وہ تمام چیزیں فراہم ہیں جن کی تمہارا دل خواہش کرتا ہے اور جنہیں تم طلب کروگے؛ یہ بہت زیادہ بخشنے والے مہربان پروردگار کی طرف سے تمہاری ضیافت کا سامان ہے (القرآن ۔ 41:30،32)

سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ اللہ تعالی کی طرف سے یہ خوشخبری اگر تمام مومنین کے لیے ھے اور انہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہ کوئی خوف ھونا چاہئے اور نہ کوئی حزن۔۔۔۔۔۔۔تو پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر خوفزدہ کیوں تھے اگر وہ سچے مومنین تھے تو انہیں ہم میں سے سب سے کم خوفزدہ ھونا چاھئے کیونکہ وہ توپیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابیوں میں سے ایک تھے لیکن اللہ تعالی جو سب سے زیادہ سچا ھے، فرماتا ھے:

> اگر ہر ظلم کرنے والے نفس کو ساری زمین کے خزینے مل جائیں تو وہ اس دن کے عذاب کے بدلے میں دے دے گا اور عذاب کو دیکھنے کے بعد نادم ہو گا لیکن ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ کیا جائے گا (القرآن ۔ 10:54)

مزید ارشاد فرماتا ھے:

> اور اگر ظلم کرنے والوں کو زمین کی تمام کائنات مل جائے اور اتنا ہی اور بھی مل جائے تو بھی یہ روز قیامت کے بدترین عذاب کے بدلے میں دے دیں گے لیکن ان کے لئے خدا کی طرف سے وہ سب بہر حال ظاہر ہو گا جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے (القرآن ۔ 39:47،48)

یہ وہ نام نہاد صحابہ ھیں جو سنی برادران کے لئے روحانی پاکیزگی اور رہنمائی کا ایک اعلی نمونہ ھیں بلاشبہ ان تمام زمانوں میں مسلمانوں کو دھوکا

دینے اور حق کو چھپانے پر انہیں جواب دہ ہونا ہو گا

اگر یہ صحابہ اتنے بلند مرتبہ تھے تو خلیفہ ء سوئم حضرت عثمان بن عفان (جنہوں نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا) کو قتل کیوں کیا گیا؟ یاد رہے کہ حضرت عائشہ زوجہ ء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود قتل عثمان پر ابھارا

سنی حوالہ جات:

1۔ تاریخ الطبری، جلد4، صفحہ 407

2۔ تاریخ ابن کثیر، جلد3 صفحہ 206

کیا آپ جانتے ھیں کہ حضرت عثمان کے دور حکومت میں مسلمان ان سے اس قدر تنگ آ چکے تھے کہ قتل کے بعد ان کو اسی علاقہ میں نہیں دفنایا گیا جہاں دوسرے صحابہ دفن تھے نہ ہی غسل دیا گیا اور نہ ہی اسلامی طریقے سے تدفین ہوئی پھر حضرت عائشہ زوجہ ء رسول، جنہیں دوسری ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہ حکم دیا گیا تھا:

> اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور پہلی جاہلیت جیسا بناؤ سنگار نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکو ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔۔۔ (القرآن ۔ 33:33)

تو پھر وہ (حضرت عائشہ) کیوں ایک اونٹ پر سوار ہوئیں اور امام علی ابن ابی طالب علیہ سلام کے خلاف، جنہیں انہوں نے (حضرت عائشہ نے) کبھی پسند نہیں کیا، جنگ کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں جبکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے گھر میں ٹھہری رہیں (یہ جنگ، جنگ جمل کے نام سے مشہور ھے)

یہ نشانی ھے ان لوگوں کے لیے جو غور کرتے ھیں

حجۃالوداع

ہجرت کے دسویں سال، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قریبی ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس آخری حج میں شمولیت کے لئے ہر جگہ سے لوگوں کو اکٹھا کریں اس حج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجتماعی طور پر ٹھیک ٹھیک حج کرنے کا طریقہ سکھایا

یہ پہلا موقع تھا جب مسلمان پہلی مرتبہ اپنے ہادی اپنے رہنما کے سامنے اتنی کثیر تعداد میں مجتمع تھے مکہ روانگی کے وقت ستر ہزار سے زیادہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے ذوالحجہ کے چوتھے روز ایک لاکھ مسلمان مکہ میں داخل ہوئے

آیت 5:67 کا نزول

18 ذوالحجہ کو آخری حج (حجتہ الوداع) کے بعد، مکہ سے مدینہ روانگی کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا مجمع ء کثیر

ایک غدیر خم نامی مقام (جو آج جحفہ کے قریب ہے) پر پہنچا یہ وہ مقام تھا جہاں مختلف علاقوں کے لوگ ایک دوسرے کو الوداع کہہ کر اپنی اپنی راہ لیتے اس مقام پر درج ذیل آیت کا نزول ہوا:

اے پیغمبر! آپ اس حکم کو پہنچا دیجئے جو آپ پر آپ کے مالک کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو (ہی) نہیں پہنچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔۔۔(القرآن۔ 5:67)

ذیل میں کچھ سنی حوالہ جات دیے جا رہے ہیں جو تصدیق کرتے ہیں کہ درج بالا آیت غدیر خم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ سے عین پہلے نازل ہوئی

سنی حوالہ جات:

1۔ تفسیر الکبیر، از فخر الرّازی، آیۃ 5:67 کی تفسیر میں جلد 12، صفحات 49-50 پر ابن عباس، البراء ابن العازب اور محمد ابن علی کی سند پر بیان کیا گیا

2۔ اسباب النزول، از الوحیدی، صفحہ 50، عطیہ اور ابو سعید خدری کی اسناد پر بیان کیا گیا

3۔ نزول القرآن، از الحافظ ابو نعیم، ابو سعید خدری اور ابو رافع کی اسناد پر بیان کیا گیا

4۔ الفصول المھمۃ، از ابن صباغ المالکی المکی، صفحہ 24

5۔ درّ المنثور، از الحافظ السیوطی، آیۃ 5:67 کی تفسیر میں بیان کیا گیا

6۔ فتح القدیر، از الشوکانی، آیۃ 5:67 کی تفسیر میں بیان کیا گیا

7۔ فتح البیان، از حسن خان، آیۃ 5:67 کی تفسیر میں بیان کیا گیا

8۔ شیخ محی الدّین النواوی، آیۃ 5:67 کی تفسیر میں بیان کیا گیا

9۔ السیر الحلبیہ، از نور الدّین الحلبی، جلد 3، صفحہ 301

10۔ عمد القاری فی شرح صحیح البخاری، از العینی

11۔ تفسیر النیشاپوری، جلد 6، صفحہ 194

12۔ اور ابن مردویہ وغیرہ جیسے بہت سے دوسرے راویان

اوپر دی گئی آیت میں آخری جملہ نشاندہی کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پیغام کے پہنچانے پر لوگوں کے ردّ عمل سے آگاہ تھے لیکن اللہ تعالی نے آپ کو تسلی دی کہ گھبرائیں نہیں، وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا

خطبہ

اس آیت کے نازل ہوتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی مقام (غدیر خم) پر رکے یہ جگہ بے حد گرم تھی پھر آپ نے آگے بڑھ جانے والے تمام لوگوں کو بلوایا اور پیچھے رہ جانے والے تمام حجاج کے وہاں پہنچ جانے کا انتظار کیا پھر آپ نے حضرت سلمان فارسی کو حکم دیا کہ پتھر اور اونٹوں کے پالان ملا کر منبر بنائیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان فرما سکیں یہ تقریباً دوپہر کا وقت تھا اور وادی میں شدید گرمی کی وجہ سے لوگ اپنے قدموں اور ٹانگوں کے گرد اپنی پگڑیاں لپیٹے ہوئے تھے اور منبر کے گرد گرم چٹانوں پر بیٹھے تھے اس روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً پانچ گھنٹے اس جگہ گزارے جس میں سے تین گھنٹے تک آپ منبر پر رہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً ایک سو آیات قرآنی کی تلاوت کی اور تہتر مرتبہ لوگوں کو ان کے اعمال اور آخرت کے سلسلے میں خبردار کیا پھر آپ نے ایک طویل خطبہ دیا ذیل میں اس خطبہ کا ایک حصہ دیا جا رہا ہے جو سنی راویان حدیث کی ایک بڑی تعداد نے بیان کیا ہے

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> یہ وہ وقت آن پہنچا ہے جب مجھے (اللہ تعالی کی طرف) بلا لیا جائے گا اور مجھے اس بلاوے پر لبیک کہنا ہو گا میں تمہارے لئے دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر میرے بعد تم نے ان دونوں کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہیں: کتاب خدا اور میری عترت جو میرے اہل البیت (علیہم السلام) ہیں یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتی کہ میرے پاس (جنت کے) حوض پر پہنچ جائیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا:

> کیا مجھے مومنوں پر ان کے نفسوں سے زیادہ حق حاصل نہیں؟ لوگوں نے بیک زبان کہا: جی ہاں! اے رسول خدا (بے شک ہے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ سلام کا ہاتھ بلند کیا اور فرمایا: جس کا میں مولا اس کے علی (علیہ سلام) مولا۔ اے خدا! ان سے محبت رکھ جو ان (علی علیہ سلام) سے محبت رکھتے ہیں اور ان سے دشمنی رکھ جو ان سے دشمنی رکھتے ہیں

سنی حوالہ جات:

1۔ صحیح ترمذی، جلد 2 صفحہ 298، جلد 5 صفحہ 63

2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1 صفحات 12،43

3۔ خصائص، از النسائی، صفحات 4، 21

4۔ المستدرک، از الحکیم، جلد 2 صفحہ 129، جلد 3 صفحات 109۔110، 116، 371

5۔ مسند احمد ابن حنبل، جلد 1 صفحات 84، 118، 119، 152، 330، جلد 4 صفحات 281، 368، 370، 372، جلد 5، صفحات 35، 347،

358، 361، 366، 419، (40 سلسلہ ء اسناد سے روایت کیا گیا)

6۔ فضائل الصحابہ، از احمد حنبل، جلد2، صفحات 563، 572

7۔ مجمع الزّوائد، از الھیثمی، جلد9، صفحہ 103 (بہت سے راویان سے نقل کیا گیا)

8۔ تفسیر الکبیر، از فخر الرّازی، جلد12، صفحات 49-50

9۔ تفسیر الدرّ المنثور، از الحافظ جلال الدّین السیوطی جلد3 صفحہ 19

10۔ تاریخ الخلفاء، از السیوطی، صفحات 173،169

11۔ البدایہ والنہایہ، از ابن کثیر، جلد3 صفحہ 213، جلد5 صفحہ 208

12۔ اسدالغابہ، از ابن اثیر، جلد4 صفحہ 114

13۔ مشکل الاثر، از الطھاوی، جلد2 صفحات 307۔308

14۔ حبیب السیار، از میر کھنڈ، جلد1، حصہ سوئم، صفحہ 144

15۔ صواعق المحرقہ، از ابن الحجر الھیثمی، صفحہ، صفحہ 26

16۔ الاصابہ، از ابن الحجر العسقلانی، جلد2 صفحہ 509، جلد1 حصہ اوّل صفحہ 319 جلد2 حصہ اوّل صفحہ 57، جلد3 حصہ اوّل صفحہ 29، جلد4 حصہ اوّل صفحات 16،14، 143

17۔ طبرانی جس نے ابن عمر، مالک ابن الھویرث، حبشی ابن جندہ، جری، سعد ابن ابی وقاص، انس ابن مالک، ابن عباس، عمارہ اور بریدہ جیسے صحابہ سے نقل کیا

18۔ تاریخ از الخطیب بغدادی جلد8 صفحہ 290

19۔ حلایۃ الاولیاء از الحافظ ابو نعیم جلد4 صفحہ 23، جلد5 صفحات 26۔27

20۔ الاستیعاب از ابن عبد البر، باب لفظ عین (علی) جلد2 صفحہ 462

21۔ کنز العمال از المتقی الہندی جلد6 صفحات 397،154

22۔ المرقات جلد5 صفحہ 568

23۔ الرّیاض النّاظرہ از المحبّ الدّین الطبری جلد2 صفحہ 172

24۔ ذخائر العقباء از المحب الطبری صفحہ 68

25۔ فیض القدیر از المناوی جلد6 صفحہ 217

26۔ ینابیع المؤدّۃ از القندوزی الحنفی صفحہ 297

اور سینکڑوں مزید حوالہ جات ھیں۔ مزید نامور اور مصدّقہ حوالہ جات، راویان، موءرّخین اور مبصرین کے لیے حصہ سوئم ملاحظہ فرمائیں

اوپر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کا صرف ایک حصہ دیا گیا ھے ہم اسے تفصیلی طور پر اس حصے کے آخر میں پیش کریں گے

آیت 5:3 کا نزول

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے فوری بعد قرآن پاک کی درج ذیل آیت نازل ہوئی:

آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا

(القرآن 5:3)

کاچھ سنی حوالہ جات جو تصدیق کرتے ھیں کہ درج بالا آیت قرآنی غدیر خم کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبے کے بعد نازل ہوئی، ذیل میں درج ھیں

1۔ الدرّ المنثور، از الحافظ جلال الدّین السیوطی، جلد 3 صفحہ 19

2۔ تاریخ از خطیب البغدادی جلد 8 صفحات 290، 596 (ابو ہریرہ سے روایت کیا گیا)

3۔ مناقب از ابن مغزلی صفحہ 19

4۔ تاریخ دمشق، ابن عساکر جلد 2 صفحہ 75

5۔ الاتقان از السیوطی جلد 1 صفحہ 13

6۔ مناقب از خوارزمی الحنفی صفحہ 80

7۔ البدایہ والنہایہ از ابن کثیر جلد 3، صفحہ 213

8۔ ینابیع المؤدّۃ از القندوزی الحنفی صفحہ 115

9۔ نزول القرآن از الحافظ ابو نعیم (ابو سعید خدری کی سند پر نقل کیا گیا

اور بہت سے دوسرے

درج بالا آیت واضح طور پر بتاتی ھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیادت کا معاملہ حل کیے بغیر اسلام مکمل نہیں تھا اور دین کی تکمیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب / خلیفہ کی نامزدگی سے متعلق تھی

عہد بیعت

خطبے کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک کو حکم دیا کہ حضرت علی علیہ سلام کی بیعت کریں اور انہیں مبارکباد دیں۔ مبارکباد دینے والوں میں حضرت عمر، حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان بھی تھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے یہ روایت کیا گیا ھے:

مرحبا اے ابن ابی طالب! آج آپ تمام مومنین مردوں اور عورتوں کے مولا بن گئے

سنی حوالہ جات:

1۔ مسند احمد ابن حنبل جلد 4 صفحہ 281

2۔ تفسیر الکبیر از فخر الرّازی جلد 12 صفحات 49۔50

3۔ مشکوۃ المصابیح از الخطیب التبریزی صفحہ 557

4۔ حبیب السیار از میر کھنڈ جلد 1 حصہ سوئم صفحہ 144

5۔ کتاب الولایہ از ابن جریر الطبری

6۔ المصنف از ابن ابی شیبہ

7۔ المسند از ابویعلی

8۔ حدیث الولایہ از احمد ابن عقدہ

9۔ تاریخ از خطیب البغدادی جلد 8 صفحات 290، 596 (ابوہریرہ سے مروی ہے)

اور بہت سے دوسرے

غدیر خم میں لوگوں کی تعداد

یہ رضائے پروردگار تھی کہ یہ روایت آنے والے تمام زمانوں کے لئے بذریعہ کثیر راویان زبان زد عام ہو جائے تاکہ امام کامل کا ٹھوس ثبوت موجود ہو اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ پر ہجوم مجمع کے سامنے یہ پیغام پہچائیں تاکہ سب اس حدیث کے راوی اور گواہ بن سکیں جبکہ وہ لوگ لاکھوں کی تعداد میں تھے

زید ابن ارقم بیان کرتے ھیں: ابو طفیل نے کہا:

> میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا اور وہاں پہ کوئی ایسا نہیں تھا جس نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا نہ ہو

سنی حوالہ جات:

1۔ الخصائص از النسائی صفحہ 21

2۔ الذھابی (نے کہا یہ صحیح حدیث ہے)

3۔ تاریخ ابن کثیر جلد 5 صفحہ 208

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ:

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پوری آواز سے پکارے

سنی حوالہ:

مناقب الخوارزمی از الخوارزمی صفحہ 94

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اصحاب میں عرب باشندے، مکہ و مدینہ اور گردوپیش کے رہائشی تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار لوگ شامل تھے اور یہ وہ لوگ ھیں جو حجۃ الوداع میں موجود تھے اور انہوں نے یہ خطبہ سنا

سنی حوالہ:

مناقب از ابن جوزی

آیت 70: 1۔3 کا نزول

کچھ سنی مفسرین کہتے ھیں کہ سورہ ء المعراج کی پہلی تین آیات (70: 1۔3) اس وقت نازل ھوئیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ پہنچنے پر ایک تنازعہ کھڑا ھوگیا یہ بیان کیا گیا ھے کہ غدیر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو علی علیہ سلام کی طرف بلایا اور فرمایا:

جس جس کا میں مولا اس اس کے علی (علیہ سلام) مولا یہ خبر بڑی تیزی سے تمام شہری اور دیہاتی علاقوں میں پھیل گہ جب حارث ابن نعمان الفہری (یا ایک اور روایت کے مطابق نذر ابن حارث) کو پتہ چلا وہ اپنے اونٹ پر سوار ھوا اور مدینہ پہنچ کر سیدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ھوا اور کہنے لگا: آپ نے ھمیں حکم دیا کہ تصدیق کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ھیں ھم نے آپ کا حکم مانا آپ نے ھمیں دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے کا حکم دیا اور ھم نے مانا آپ نے ھمیں رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے کا حکم دیا ھم نے لبیک کہا آپ نے مکہ میں حج کرنے کا حکم دیا ھم نے سر تسلیم خم کیا لیکن آپ اس سب پر بھی مطمئن نہیں ھوئے اور اب اپنے چچازاد کو نامزد کرکے یہ کہتے ھوئے انہیں ھم پر سردار مقرر کر دیا کہ جس جس کا میں مولا اس اس کے علی مولا کیا یہ حکم اللہ کی طرف سے ھے یا آپ کی طرف سے؟ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہ اللہ کی طرف سے ھے جو سب سے زیادہ قدرت و اختیار اور شان والا ھے

یہ سن کر حارث واپس مڑا اور یہ کہتے ھوئے اپنی اونٹنی کی جانب بڑھا:

اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو کہا اگر صحیح ھے تو ھم پر آسمان سے پتھر گرا اور ھم پر شدید تکلیف اور اذیت نازل کر دے

ابھی وہ بمشکل اپنی اونٹنی تک پہنچ پایا تھا کہ اللہ تعالی (جو پاک ھے ھر نقص سے) نے اس پر ایک پتھر گرایا جو اس کے سر پر آ لگا، اس کے

جسم کو چیرتا ہوا خارج ہوگیا اور اسے مارڈالا اسی موقع پر اللہ تعالی نے درج ذیل آیت کا نزول کیا:

ایک مانگنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا؛ جس کو کافروں سے کوئی دفع کرنے والا نہیں ہے؛ یہ بلندیوں والے خداکی طرف سے ہے(القرآن ۔ 70:1،3)

سنی حوالہ جات:

1۔ تفسیر الثعلبی از اسحاق الثعلبی، آیت 70:1-30 کی تفسیر کے تحت (دو سلسلہ ء اسناد سے)

2۔ نورالابصار از شبلنجی صفحہ 4

3۔ الفصول المھمۃ از ابن صباغ المالکی المکی صفحہ 25

4۔ السیرۃ الحلبیہ از نورالدّین الحلبی جلد 2 صفحہ 214

5۔ ارجح المطالب

6۔ نزھۃ المجالس القرطبی

جن مواقع پر امام علی علیہ سلام نے یہ حدیث یاد دلائی

امام علی علیہ سلام ذاتی طور پر بھی ان لوگوں کو یاد دہانی کرواتے رہے جو مقام غدیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کے چشم دید گواہ تھے یہاں چند ایسے مواقع درج کیے جا رہے ہیں:

- شوریٰ کے دن (انتخاب عثمان کے دن)
- عثمان کے دور حکمرانی میں
- راہبہ کے دن (35 ویں سال) جب چوبیس صحابہ نے کھڑے ہوکر حلفیہ طور پر گواہی دی کہ انھوں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ان میں سے بارہ اصحاب جنگ بدر کے مجاہد تھے
- جمل کے دن (جنگ جمل 36 ویں سال) جب انھوں نے طلحہ کو یاد دلایا
- گھڑسواروں کے دن جب نو گواہوں نے تصدیق کی

جنگ جمل کے بارے میں الحکیم، ابن حنبل اور دوسروں نے یہ روایت بیان کی ہے:

جنگ جمل کے دن ھم علی علیہ سلام کے خیمے میں تھے جہاں علی (علیہ سلام) نے طلحہ کو (جنگ سے پہلے) بات چیت کرنے کے لیے بلوایا طلحہ آگے بڑھا اور علی (علیہ سلام) نے فرمایا: میں تمہیں خداکی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے پیغمبر (ص) کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا تھا: جس جس کا میں مولا اس اس کے علی (علیہ سلام) مولا۔ اے خدا! ان سے محبت رکھ

جوان (علی علیہ سلام) سے محبت رکھتے ھیں اوران سے دشمنی رکھ.جوان سے دشمنی رکھتے ھیںطلحہ نے جواب دیا: جی ہاں علی (علیہ سلام) نے پوچھا: پھر تم مجھ سے جنگ کیوں کرتے ہو؟

سنی حوالہ جات:

1۔ المستدرک ازالحکیم جلد3 صفحات 169، 371

2۔ مسنداحمد ابن حنبل، الیاس الذھبی کی سند پر

3۔ مروج الذھب ازالمسعودی جلد4 صفحہ 321

4۔ مجمع الزوائد ازالھیثمی جلد9 صفحہ 107

احمد ابن حنبل نے اپنی مسند میں روایت بیان کی ھے:

ابو طفیل نے بیان کیاکہ انہوں (علی علیہ سلام) نے راہبہ کے میدان (35 ھجری میں) میں لوگوں کواکٹھا کیا اور وہاں موجود ہر مسلمان سے اللہ کی قسم دے کر پوچھاکہ جس جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان غدیر سنا ہو وہ کھڑا ہواور اس حدیث کی تصدیق کرے.جو حضور (ص) نے غدیر کے مقام پر ارشاد فرمائی اس پر تیس لوگ کھڑے ہوئے اور گواہی دی کہ حضور (ص) نے حضرت علی علیہ سلام کا ہاتھ تھاما اور سامعین سے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے اپنے نفس پر خود سے زیادہ حقدار سمجھا اس پر علی (علیہ سلام) (بھی) خوداس سے زیادہ حقدار ھیں اے اللہ اس سے محبت کر جوان سے محبت کرے اوراس سے نفرت کر جوان سے نفرت کرے ابو طفیل کہتا ھے کہ وہ بہت بے چینی کی حالت میں راہبہ کے میدان سے روانہ ھوا کیونکہ عام مسلمانوں نے اس حدیث کے مصدّقہ ہونے پر بھروسہ نہیں کیاچنانچہ اس نے زیدبن ارقم کو بلایا اور وہ سب کچھ بیان کیا.جواس نے امام علی علیہ سلام سے سنا تھا زید نے بتایاکہ اسے اس حدیث پہ کوئی شبہ نہیں کیونکہ اس نے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بیان کرتے ھوئے سنا تھا

سنی حوالہ:

مسند احمد ابن حنبل جلد4 صفحہ 370

اور

عبدالرّحمان ابن ابو لیلی نے کہا:

میں نے رہبہ کے میدان میں حضرت علی (علیہ سلام) کولوگوں سے حلف لیتے سنا علی (علیہ سلام) نے فرمایا: جنہوں نے غدیر کے دن رسول اللہ کو یہ کہتے ھوئے سنا، علی (علیہ سلام) ہراس شخص کے مولا ھیں جس کا میں مولا ھوں وہ کھڑا ھواور اس بات کی تصدیق کرے لیکن.جواس کا چشم دید گواہ نہ ھووہ مت کھڑا ھواس پر بارہ اصحاب.جوجنگ بدر کے مجاہد بھی تھے اٹھ

کھڑے ہوئے یہ واقع ابھی بھی میری یادوں میں تازہ ہے

سنی حوالہ جات:

1۔ مسند احمد ابن حنبل جلد 1 صفحہ 119، جلد 5 صفحہ 366

2۔ خصائص از النسائی صفحات 21،103۔۔۔۔۔۔۔۔امیہ، ابن سعد، زید ابن یثیغ اور سعید ابن وہب کی اسناد پر بھی یہی بیان کیا گیا

یہ بھی روایت ملتی ہے:

جب علی (علیہ سلام) نے انس سے کہا: تم کھڑے ہو کر اس حدیث کی تصدیق کیوں نہیں کرتے جو تم نے غدیر کے روز رسول سے سنی تھی؟ اس نے جواب دیا، اے امیرالمومنین! میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور مجھے کچھ یاد نہیں اس پر علی (علیہ سلام) نے جواب دیا: اگر تم جانتے بوجھتے ہوئے سچائی کو چھپا رہے ہو تو خدا کرے کہ تم سفید جذام (کوڑھ) کے مرض میں مبتلا ہو جاؤ جسے تمہاری دستار بھی نہ چھپا سکے اور انس اپنی جگہ سے اٹھ بھی نہ پایا تھا کہ اس کے چہرے پر ایک بڑا سفید داغ نمودار ہوا اس کے بعد انس کہا کرتا تھا میں اللہ کے پرہیزگار بندے کی لعنت کی زد میں ہوں: سب کھڑے ہوئے سوائے ان تین لوگوں کے جو حضرت علی (علیہ سلام) کی لعنت کی زد میں آئے

سنی حوالہ:

حلیۃالاولیاء از ابو نعیم جلد 5 صفحہ 27

غدیر خم کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبے کی تفصیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تمام حمد اللہ کے لیے ہے ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں ہم اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے اعمال کی بدی سے اسی کی پناہ کے خواستگار ہیں بے شک اس کے لیے کوئی ہدایت نہیں جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا

اے لوگو! جان لو کہ جبرائیل میرے پاس اللہ رحیم و کریم کی طرف سے ایک حکم لے کر بار بار آئے کہ مجھے اسی مقام پر رک کر تم لوگوں تک پہنچانا ہے دیکھو! شاید وہ وقت آن پہنچا ہے جب مجھے (اللہ کی طرف) بلا لیا جائے گا اور مجھے اس پکار پر لبیک کہنا ہو گا

اے لوگو! کیا تم نے گواہی نہیں دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنت ایک حقیقت ہے، دوزخ بھی ایک حقیقت ہے، موت ایک حقیقت ہے آخرت ایک حقیقت ہے اور وہ وقت یقیناً آئے گا جب اللہ تعالی لوگوں کو قبروں سے اٹھائے گا؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں، ہم ان تمام باتوں پر

پورا ایمان رکھتے ھیں

آپ (ص) نے بات یوں جاری رکھی:

اے لوگو! کیا تم میری آواز (واضح طور پر) سن سکتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دیکھو! میں تم لوگوں میں دوگراں بہا اور قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ھوں اور اگر تم ان دونوں سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ھو گے عظمت کے لحاظ ان میں سے ہرایک دوسری سے سبقت لے جانے والی ھے

ایک شخص نے پوچھا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ دو قیمتی چیزیں کیا ھیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: ان میں سے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری عترت، میرے اہل البیت ھیں میرے بعد ان کے ساتھ اپنے سلوک کے بارے میں خبردار رہنا کیونکہ اللہ کریم نے مجھے مطلع کیا ھے کہ یہ دونوں (قرآن اور اہل البیت) ایک دوسرے سے جدا نہیں ھوں گے حتیٰ کہ دونوں میرے پاس جنت میں حوض (الکوثر) تک پہنچ جائیں گے میں تمہیں اللہ کے نام پر اپنے اہل البیت (علیہم السلام) کی یاددہانی کرواتا ھوں، میں تمہیں اللہ کے نام پر اپنے اہل البیت (علیہم السلام) کی یاددہانی کرواتا ھوں ایک مرتبہ پھر! میں تمہیں اللہ کے نام پر اپنے اہل البیت (علیہم السلام) کی یاددہانی کرواتا ھوں

دیکھو! میں حوض کوثر پر تم سے پہلے پہنچنے والا ھوں اور میں تمہارے خلاف گواہ ھوں گا لہذا میرے بعد ان دونوں قیمتی چیزوں کے ساتھ اپنے برتاؤ کے سلسلے میں محتاط رہنا ان دونوں سے آگے نہ بڑھنا اور نہ ہی ان سے دور ہٹنا ورنہ تم تباہ ھو جاؤ گے

اے لوگو! کیا تم نہں جانتے کہ میں تم پر تمہارے نفوس سے زیادہ حق رکھتا ھوں؟ لوگوں نے بآواز بلند کہا: جی ہاں یا رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دہراتے ھوئے فرمایا: کیا میں مومنین پر ان کے نفوس سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟ لوگوں نے دوبارہ کہا: جی ہاں! یا رسول اللہ حضور نے فرمایا: اے لوگو! یقیناً اللہ تعالی میرا مالک ھے اور میں تمام مومنین کا مولا / سردار ھوں پھر آپ نے حضرت علی علیہ سلام کا ہاتھ پکڑا اسے بلند کیا اور فرمایا:

جس کا میں مولا اس کے علی (علیہ سلام) مولا (تین مرتبہ یہی بات دہرائی) اے اللہ اس سے محبت کر جو ان سے محبت کرے اور اس سے دشمنی رکھ جو ان سے دشمنی رکھے ان کی مدد فرما جو ان کی مدد کرتے ھیں انہیں محروم کر جو انہیں محروم کرتے ھیں اور انہیں حق کا محور بنا دے

علی (علیہ سلام) میرے بھائی، میرے وصی، میرے جانشین (خلیفہ) اور میرے بعد رہنما (امام) ھوں گے ان کو مجھ سے وہی نسبت ھے جو ہارون (علیہ سلام) کو موسیٰ (علیہ سلام) سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اللہ اور اس کے رسول

کے بعد یہ آپ کے مولا / سردار ھیں

اے لوگو! بے شک اللہ نے انہیں تمہارے امام اور حکمران کے طور پر مقرّر کیا ھے ان کی اطاعت تمام مہاجرین و انصار، تقوی میں ان کے پیروکار، شہروں اور دیہاتوں میں رہنے والے، عرب اور غیر عرب، آزاد اور غلام، جوان اور بوڑھے، بڑے اور چھوٹے اور گورے اور کالے سب پر واجب ھے

ان کے احکامات کی پیروی ھونی چاہیے ان کی بات حجت ھے اور ان کا حکم فرض ھے ہر اس شخص پر جو اللہ پر ایمان رکھتا ھے بدبخت ھے وہ شخص جو ان کی نافرمانی کرتا ھے اور خوش نصیب ھے وہ جو ان کی اطاعت کرتا ھے اور جو ان پر ایمان رکھنے والا ہی سچا مومن ھے ان کی ولایت (ان کے مولا ھونے پر ایمان) کو اللہ سبحانہ وتعالی نے واجب قرار دیا ھے

اے لوگو! قرآن کا مطالعہ کرو اس کی واضح آیات پر غور کرو اور متشابہہ آیات کے مطالب خود سے فرض نہ کرو کیونکہ اللہ کی قسم! سوائے میرے اور اس شخص (علی علیہ سلام) کے جس کا ہاتھ میں اپنے سامنے بلند کر رہا ھوں اس (قرآن پاک) کی تنبیہات اور مفاہیم کی تشریح حقیقی ترین انداز میں کوئی نہیں کر سکتا

اے لوگو! میں آخری مرتبہ اس مجمع سے مخاطب ھوں اس لئے میری بات غور سے سنو اور مالک کے احکامات کی اطاعت کرو اور سر تسلیم خم کر دو بے شک اللہ ہی تمہارا مالک اور خدا ھے اس کے بعد اللہ کے حکم کے مطابق، اس کا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو تم سے مخاطب ھے تمہارا مولا ھے اور پھر علی (علیہ سلام) تمہارا مولا اور پیشوا (امام) ھے پھر اس کے بعد امامت کا سلسلہ میری اولاد کے کچھ منتخب شدہ افراد میں جاری رھے گا حتی کہ وہ دن آجائے گا جب تم اللہ اور اس کے رسول سے آملو گے

دیکھو! تم یقیناً اپنے مالک سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا خبردار رھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ کر کفر اختیار نہ کرنا جو لوگ یہاں موجود ھیں ان پر لازم ھے کہ میرا پیغام ان لوگوں تک بھی پہنچائیں جو یہاں نہیں ھیں شاید بعد میں مطلع ھونے والے لوگ اس پیغام کو موجودہ سامعین سے بہتر طور پر سمجھ سکیں دیکھو! کیا ایسا نہیں کہ میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا؟ کیا ایسا نہیں کہ میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا؟

لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! (پہنچا دیا) پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: اے خدا! گواہ رہنا

سنی حوالہ جات:

اعلام الورع صفحات 132- 133

2۔ تذکرۃ الخواص الامۃ، سبط ابن الجوزی الحنفی صفحات 28- 33

السیرۃ الحلبیۃ از نور الدین الحلبی جلد 3 صفحہ 273

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ جانشین کون ہیں؟

آئیے سب سے پہلے تجزیہ کریں کہ قرآن پاک اور سنی احادیث آئمہ (علیہم السلام)، تصوّر امامت اور دنیا اور آخرت میں اس (امامت) کے کردار و اہمیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں

اس دن ہم ہر گروہ انسانی کو اس کے امام (پیشوا) کے ساتھ بلائیں گے (القرآن ۔ 17:71)

اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام (پیشوا) قرار دیا ہے جو ہمارے امر سے (لوگوں کی) ہدایت کرتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے صبر کیا اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے (القرآن ۔ 32:24)

جابر ابن سمرۃ نے بیان کیا:

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: بارہ پیشوا ہوں گے پھر انہوں نے کوئی جملہ کہا جو میں نہ سن سکا میرے والد نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: وہ سب قریش سے ہوں گے

سنی حوالہ جات:

1۔ صحیح البخاری (انگریزی) حدیث: 9،329 کتاب الاحکام

2۔ صحیح البخاری (عربی) 4: 165، کتاب الاحکام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دین (اسلام) آخری دور (روز جزا و سزا) تک باقی رہے گا اور اس میں تمہارے لیے بارہ خلفاء ہوں گے جو سب قریش سے ہوں گے

سنی حوالہ جات:

1۔ صحیح مسلم (انگریزی) باب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جلد 3 صفحہ 1010 حدیث 4483

2۔ صحیح مسلم (عربی) کتاب الامارہ 1980 طباعت سعودی عرب، جلد 3، صفحہ 1453 حدیث 10

سنی علماء ان بارہ سرداروں کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

ابن العربی

ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بارہ امیر (پیشوا) شمار کیے ہیں جو ہمیں کچھ یوں ملتے ہیں: ابوبکر، عمر،

عثمان، علی، حسن، معاویہ، یزید، معاویہ ابن یزید، مروان، عبدالملک ابن مروان، یزیدبن عبدالملک، مروان بن محمدبن مروان، الصفہ۔۔۔ اس کے بعد ستائیں خلفاء بنی عباس سے ھیں اگر ہم ان میں سے بارہ پر غور کریں تو ہم صرف سلیمان تک پہنچیں گے اگر ہم لفظی مطلب دیکھیں تو ھیں ان میں سے صرف پانچ ملیں گے اور پھر ان میں ہم چار خلفاء راشدین کو شامل کریں اور عمربن عبدالعزیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اس حدیث کا مطلب نہیں سمجھ سکا

سنی حوالہ:

ابن العربی، شرح سنن ترمذی 9: 68 - 69

قاضی عیاض

خلفاء کی تعداد اس سے زیادہ ھے ان کی تعداد کو بارہ تک محدود کرنا غلط ھے پیغمبر اکرم (ص) نے یہ نہیں فرمایا کہ خلفاء صرف بارہ ھوں گے اور مزید کی گنجائش نہیں ھے چنانچہ ان کا زیادہ ھونا ممکن ھے

سنی حوالہ جات:

النواوی، شرح صحیح مسلم 12: 201 ۔ 202؛ ابن حجر العسقلانی، فتح الباری، 16:339

جلال الدّین السیوطی

روز قیامت تک خلفاء صرف بارہ ھوں گے اور وہ حق پر ثابت قدم رہیں گے ہم دیکھتے ھیں کہ بارہ میں سے چار خلفاء راشدین ھیں پھر حسن (علیہ سلام)، معاویہ، ابن زبیر اور پھر عمربن عبدالعزیز یہ کل آٹھ ھوئے ابھی چار باقی ھیں شاید مہدی۔۔۔۔۔۔ عباسیوں کو بھی شامل کیا جا سکتا ھے کیونکہ وہ (المہدی) ایک عباسی ہوں گے جس طرح عمربن عبدالعزیز ایک اموی تھا اور طاہر عباسی بھی شامل ھو گا کیونکہ وہ ایک منصف حکمران تھا اس طرح مزید دو کی آمد ابھی باقی ھے ان میں سے ایک مہدی ھیں کیونکہ وہ اہل البیت (علیہ سلام) میں سے ھیں

سنی حوالہ جات:

السیوطی، تاریخ الخلفاء صفحہ 12؛ ابن حجر الھیثمی، الصواعق المحرقۃ صفحہ 19

ابن الجوزی

بنی امیہ کا پہلا خلیفہ یزید ابن معاویہ اور آخری مروان الحمار تھا ان کی کل تعداد تیرہ ہے عثمان، معاویہ اور ابن زبیر شامل نہیں ہیں کیونکہ وہ اصحاب رسول ہیں اگر ہم مروان بن الحکم کو شمار نہ کریں کیونکہ یہاں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک صحابی تھا یا اختیارات رکھتا تھا اگرچہ عبداللہ ابن زبیر کو بھی لوگوں کی حمایت حاصل تھی اس طرح ہم بارہ کی تعداد تک پہنچ سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ جب خلافت بنوامیہ کے ہاتھ سے نکلی تو بہت انتشار پھیلا حتی کہ بنی عباس نے قدم جما لیے اس طرح حالات کی نوعیت مکمل طور پر بدل چکی تھی

سنی حوالہ جات:

ابن الجوزی، کشف المشکل، جیسا کہ فتح الباری از ابن حجر العسقلانی (16:340) میں سبط ابن الجوزی سے نقل کیا گیا

النووی

اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اسلام کے دور عروج میں بارہ امام ہوں گے جب اسلام ایک غالب دین بن جائے گا تو یہ خلفاء اپنے اپنے دور میں اس دین کی خدمت کریں گے

سنی حوالہ جات:

النووی، شرح صحیح مسلم، 12: 202 ۔ 203

البیہقی

یہ تعداد (بارہ) ولید ابن عبدالملک کے دور تک بنتی ہے اس کے بعد انتشار اور بے چینی پھیل گئی پھر عباسیوں کا دور حکومت آیا اور اس روایت کے آنے تک آئمہ کی تعداد بڑھ چکی تھی اگر ہم اس انتشار کے بعد پیدا ہونے والی ان کی کچھ خصوصیات کو نظر انداز کر دیں تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی

سنی حوالہ جات:

ابن کثیر، تاریخ 6:249؛ السیوطی تاریخ الخلفاء صفحہ 11

ابن حجر العسقلانی

صحیح بخاری کی اس حدیث کے بارے میں کوئی بھی زیادہ علم نہیں رکھتا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ یہ آئمہ ایک ہی وقت میں موجود ھوں گے

سنی حوالہ جات:

ابن حجر العسقلانی، فتح الباری 16: 338۔ 341

ابن کثیر

جو کوئی بیہقی سے اتفاق کرتے ہوئے اس بات پہ مصر ہے کہ جماعت سے مراد وہ خلفاء ہیں جو ولید ابن یزید ابن عبدالملک جیسے غاصب کے دور تک عدم تواتر سے آئے، اسی روایت کا مصداق ٹھرتا ہے جو ہم نے ایسے لوگوں پر تنقید اور مذمت کے طور پر نقل کی ہے اور اگر ہم عبدالملک سے پہلے ابن زبیر کی خلافت کو تسلیم کر لیں تو کل تعداد سولہ ہو جائے گی جبکہ عمر بن عبدالعزیز سے پہلے ان کی تعداد بارہ ہونی چاہیئے اس طریقہ سے عمر بن عبدالعزیز کی بجائے یزید ابن معاویہ شامل ہو جائے گا تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ علماء کی اکثریت عمر بن عبدالعزیز کو ایک سچا اور منصف خلیفہ تسلیم کرتی ہے

سنی حوالہ:

تاریخ ابن کثیر 6:249،250

کیا آپ ذہنی طور پر پریشان تو نہیں ہو گئے؟

میرے بعد بارہ جانشین (تم پر حکمران) ھوں گے جو سب بنی ہاشم سے ھوں گے

سنی حوالہ: ینابیع المؤدۃ جلد 3 صفحہ 104

الشعبی نے مسروق سے روایت بیان کی ھے کہ اس نے کہا: جب ھم ابن مسعود کے گھر میں اپنے مصاحف پیش کر رہے تھے تو ایک لڑکا اس سے مخاطب ھوا اور کہنے لگا: کیا تمہارے پیغمبر نے تم سے عہد لیتے ہوئے تمہیں مطلع نہیں کیا تھا کہ ان کے بعد کتنے جانشین ھوں گے؟ اس نے جواب دیا: تم ابھی کم عمر ھو اور تمہارے علاوہ کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں پوچھا۔۔۔اس کا جواب ھے: ہاں! ھمارے پیغمبر (ص) نے ھمیں یقین دہانی کروائی تھی کہ ان کے بعد بارہ خلفاء ھوں گے یعنی عین وہی تعداد ھوگی جو بنی اسرائیل کے سرداروں کی تھی

سنی حوالہ: ینابیع المؤدۃ جلد 3 صفحہ 104

ہم ان بارہ جانشین، خلفاء، امیر اور آئمہ کی وضاحت کرنے کے لیے کچھ اور سنی علماء کا حوالہ دیں گے

مشہور سنی عالم الذہبی، تذکرۃ الحفاظ جلد 4 صفحہ 298 میں اور ابن حجر العسقلانی الدرر الکامنۃ جلد 1 صفحہ 67 میں کہتے ہیں کہ صدرالدّین ابراہیم بن محمد الحمویہ الجوائنی الشافعی ایک عظیم محدّث تھے یہی الجوینی عبداللہ ابن عباس سے روایت پیش کرتے ہیں کہ حضور (ص) نے فرمایا:

میں پیغمبروں کا سردار ہوں اور علی ابن ابی طالب (علیہ سلام) جانشینوں / آئمہ کے سردار ہیں اور میرے بعد میرے جانشین بارہ ہوں گے جن میں سے پہلے علی ابن ابی طالب (علیہ سلام) اور آخری المہدی (علیہ سلام) ہوں گے

الجوینی نے عبداللہ ابن عباس کے حوالے سے ایک اور روایت پیش کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک میرے بعد میرے خلفاء، میرے وارث اور مخلوق خدا پر اللہ کی حجت کی تعداد بارہ ہے ان میں سے پہلا میرا بھائی اور آخری میرا فرزند ہے آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! آپ کا بھائی کون ہے؟ آپ نے جواب دیا: علی ابن ابی طالب (علیہ سلام) پھر پوچھا گیا: اور آپ کا فرزند کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: المہدی، وہ جو اس زمین پر عدل و انصاف کے لیے جنگ کرے گا جب یہ زمین ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور اس کی قسم جس نے مجھے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا کہ اگر اس دنیاوی زندگی کا ایک بھی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالی اس دن کو میرے فرزند مہدی کے ظہور تک طویل کر دے گا پھر وہ روح اللہ عیسی ابن مریم (علیہ سلام) کو اتارے گا جو اس (مہدی) کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور یہ زمین اس کی تب و تاب سے روشن ہو جائے گی اور اس کی طاقت و اختیارات مشرق و مغرب تک پھیل جائیں گے

الجوئنی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں، علی، حسن، حسین اور حسین (علیہم السلام) کی آل میں سے نو منتخب شدہ) افراد پاک و پاکیزہ اور خطا سے منزّہ ہیں

سنی حوالہ جات:

1۔ الجوینی فرائدالسمتین

2۔ مؤسسات المحمودی للطبع، بیروت 1978 صفحہ 160

اسی طرح فضیل بن عیاض (صوفی طریقت میں بھی ایک نمایاں شخصیت)، جنہوں نے براہ راست امام جعفر صادق (ع) سے دروس لئے، مصباح الشریعۃ میں صفحہ 35۔ 38 پر اہل البیت (ع) کے معصوم آئمہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

سلمان فارسی سے مصدّقہ سلسلہ ء اسناد سے یہ بیان کیا جاتا ہے، میں رسول اللہ (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے سلمان! اللہ تعالی کسی پیغمبر کو نہیں بھیجتا جب تک اس کے ساتھ بارہ سردار نہ ہوں (سلمان نے کہا) یا رسول اللہ! میں یہ حقیقت دو اہل کتاب قوموں کے حوالے سے جانتا ہوں (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اے سلمان! کیا تم میری قوم کے بارہ سرداروں کو جانتے ہو جنہیں اللہ نے میرے بعد سردار / امام کے طور پر چنا ہے؟

(سلمان نے کہا) اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اے سلمان! اللہ نے مجھے نور کے جلوہ سے پیدا کیا اور مجھے پکارا چنانچہ میں نے اس کی اطاعت کی پھر اس نے علی (علیہ سلام) کو میرے نور سے خلق کیا اور اسے پکارا جس پر اس (علی) نے لبیک کہا پھر میرے اور علی کے نور سے فاطمہ (ع) کو خلق کیا پھر اسے پکارا اور اس نے اطاعت کی پھر میرے علی اور فاطمہ کے نور سے حسن اور حسین (علیہم السلام) کو خلق کیا پھر اس نے انہیں پکارا اور انہوں نے لبیک کہا اللہ نے اپنے پانچ ناموں پر ہمیں نام دئے

اللہ تعالی المحمود (تعریف کیا گیا) ھے اور میں محمد (قابل تعریف) ھوں اللہ تعالی العلی (اعلی / بلند) ھے اور یہ ھے علی (اعلی مرتبت) اللہ تعالی الفاطر (عدم سے خلق کرنے والا) ھے اور یہ فاطمہ ھے اللہ تعالی احسان فرمانے والا ھے اور یہ حسن ھے اللہ تعالی محسن (خوبصورت) ھے اور یہ حسین ھے اس نے حسین (علیہ سلام) کے نور سے نو امام پیدا کیے اور انہیں پکارا جس پر انہوں نے لبیک کہا اور اس وقت اللہ تعالی نے نہ بلند آسمان خلق کئے تھے نہ یہ زمین پھیلائی تھی نہ ہوا، نہ فرشتے اور نہ انسان خلق کئے تھے ہم وہ نور تھے جنھوں نے اسے سنا اور اس کی اطاعت کی

(سلمان نے کہا) یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اس شخص کے لیے کیا (اجر) ھے جو انہیں اس طرح پہچانے جس طرح انہیں پہچاننے کا حق ھے؟

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اے سلمان! جو شخص انہیں اس طرح پہچانے جیسے ان کے پہچاننے کا حق ھے اور ان کے اسوہ کی پیروی کرے ان سے دوستی رکھے اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرے خدا کی قسم وہ ہم میں سے ھے وہ ادھر ہی لوٹے گا جدھر ہم لوٹیں گے اور وہیں ہو گا جدھر ہم ہوں گے

(سلمان نے کہا) یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا یہ ایمان ان کے نام ونسب کو جانے بغیر ہو گا؟

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا): نہیں سلمان!

(سلمان نے کہا): میں انہیں کہاں پاؤں گا؟

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا): تم الحسین (ع) کو تو جانتے ہی ہو اس کے بعد عابدین کا سردار علی ابن حسین (ع) (زین العابدین) ہو گا، پھر اس کا بیٹا محمد ابن علی (ع) اوّل وآخر کے علم کا بانٹنے والا (الباقر) ہو گا، پھر جعفر ابن محمد (ع)، سچا لسان اللہ (الصادق) ہو گا، پھر موسی ابن جعفر (ع)، اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے غم وغصے پر خاموشی اختیار کرنے والا (الکاظم) ہو گا، پھر علی ابن موسی (ع)، اللہ کے راز واسرار پر راضی رہنے والا (الرضا)، پھر محمد ابن

علی (ع)، اللہ کی مخلوقات میں سے منتخب شدہ (المختار) ہو گا؛ پھر علی ابن محمد (ع)، خدا کی طرف ہدایت کرنے والا (الهادی) ہو گا؛ پھر الحسن ابن علی (ع)، اللہ کے اسرار کا خاموش قابل اعتماد محافظ (العسکری) ہو گا؛ پھر م۔ح۔مّ۔د ابن الحسن، اللہ تعالی کی حجت کو قائم کرنے والا داعی ہو گا

سلمان نے کہا: پھر میں رونے لگا اور کہا: یا رسول اللہ! میری زندگی ان کے ادوار تک بڑھوا دیجیئے

آپ (ص) نے فرمایا: اے سلمان! اس (آیت) کی تلاوت کرو

فَإِذَا جَاء وَعْدُ أُولاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُوْلِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُواْ خِلاَلَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولاً. ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ (القرآن - 17:5،6) وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا

اس کے بعد جب پہلے وعدہ کا وقت آگیا تو ہم نے تمہارے اوپر اپنے ان بندوں کو مسلط کر دیا جو بہت سخت قسم کے جنگجو تھے اور انہوں نے تمہارے دیار میں چن چن کر تمہیں مارا اور یہ ہمارا ہونے والا وعدہ تھا اس کے بعد ہم نے تمہیں دوبارہ ان پر غلبہ دیا اور اموال و اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہیں بڑے گروہ والا بنا دیا (**القرآن** - 17:5،6)

میں بہت رویا سلمان کہتے ہیں اور میری طلب و خواہش شدید ہو گئی میں نے کہا، یا رسول اللہ! کیا یہ عہد آپ کی طرف سے ہے؟

ہاں، اس ذات کی قسم جس نے مجھے مبعوث کیا یہ عہد میری، علی (ع)، فاطمہ (ع)، الحسن (ع)، الحسین (ع) اور الحسین (ع) کی اولاد سے نو آئمہ کی طرف سے تمہارے لئے، ہماری اور ہم میں سے مظلوموں کی معیت میں رہنے والوں کے ساتھ ہے جو اپنے ایمان میں سچا اور مخلص ہو گا تو بخدا اے سلمان! ابلیس اور اس کے تمام تر لشکروں کو آنے دو (وہ اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے) جو اس ایمان سے منحرف ہو گا، وہ انتقام، اذیت اور وراثت (یعنی ان کی بجائے دوسرے لوگ اس کے وارث ہو جائیں گے) کی سزا میں دھکیل دیا جائے گا تمہارا خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا اس آیت میں ہماری ہی طرف اشارہ کیا گیا ہے

اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین پر کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دیں؛ اور انھی کو روئے زمین کا اقتدار دیں اور فرعون وہامان کو وہ منظر دکھلائیں جس سے یہ ڈر رہے ہیں (القرآن - 5،6:28)

سلمان کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی جبکہ ایک بے نیازی کی سی کیفیت میں تھا کہ سلمان موت کا سامنا کیسے کرتا ہے یا موت سلمان پر کیسے حملہ آور ہوتی ہے

اسلام کے تمام مکتبہ ہائے فکر میں سے صرف شیعہ امامیہ اثناء عشریہ ہی ان حضرات پر حضور (ص) کے بارہ جانشین / خلفاء راشدین کی حیثیت سے ایمان رکھتے ہیں اور تمام تر اسلامی تعلیمات (شریعت / سنت / فقہ / تفسیر / حدیث) انہی سے حاصل کرتے ہیں یہی بارہ نفوس مقدسہ درحقیقت خلفاء راشدین اور امت مسلمہ کے حقیقی خلفاء / امام / ہادی ہیں شومیء قسمت کہ مسلمانوں کی اکثریت نے انہیں چھوڑ دیا اور ایسے لوگوں سے وابستہ ہوگئے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہ زہراء اور امام علی (علیہم السلام) کے پاکیزہ خون --- خدا تعالی کی طرف سے مقرّر کردہ آئمہ کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں تھے

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ اہل البیت (ع) ہیں جنہیں امت مسلمہ نے قتل کیا، زہر دیا، اذیتیں پہنچائیں، قید خانوں میں ڈالا اور بڑی بے رحمی سے توہین آموز سلوک کیا ان میں سے کوئی بھی طبعی موت کا شکار نہیں ہوا (بلکہ سبھی ظالموں کے ہاتھوں شہید ہوئے) یہ سب آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جن پر (نماز میں اور اس کے علاوہ بھی) درود و سلام بھیجنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے لیکن انہی مسلمانوں نے اپنے سرداروں کے ساتھ مل کر ان پاکیزہ ترین افراد کو قتل کر دیا اور ان کا حق خلافت چھین لیا اور ان کے وفادار اور پیروکار، اپنی جانیں، خون، آبرو اور خاندان لٹاتے رہے اور کافر، رافضی، شیعہ ء یہود جیسے برے القابات پاتے رہے

کیا آپ روز قیامت اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا اس حالت میں کرنا چاہیں گے کہ آپ ان مجرموں اور ان کے سرداروں کے ساتھ ہوں جو اپنے ذاتی و قبائلی مفادات کے لئے آپ (ص) کے مقدّس اہل البیت اور آل پاک کو قتل کرتے رہے اور ان پر صعوبتیں ڈھاتے رہے یا آپ یہ پسند کریں گے کہ غور و فکر کریں اور اس خوفناک تاریخ سے سبق حاصل کریں جسے تبدیلیء فکر کے خوف سے عوام کی نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا؟ انتخاب آپ کو کرنا ھے! یہ جان لیں کہ کوئی صحابی یا خود سے مقرّر شدہ چار خلفاء کا نظام آپ کی نجات کا ضامن نہیں بن سکتا کیونکہ ایسے کسی نظام کا وجود نہ تو قرآن پاک میں ملتا ھے اور نہ مصدّقہ احادیث میں۔ حضور (ص) کے اہل البیت (ع) میں سے بارہ آئمہ کی پیروی ہی نجات کا ذریعہ ھے جن کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ھے:

> اے اہل البیت! اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے ہر رجس (ناپاکی / برائی) کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے (القرآن - 33:33)

جب پاکیزہ ترین افراد آپ کے درمیان موجود ہیں اور قرآن پاک تصدیق کرتا ھے کہ اس کے مطالب و معانی / تشریح / احکام کی گہرائی اور سنت رسول (ص) کو بہترین طریقے سے سمجھنے والے یہی لوگ ہیں:

> اسے (قرآن پاک کے مفاہیم و مطالب کی گہرائی کو) پاک و پاکیزہ افراد کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا (القرآن - 56:79)

اے ابن آدم! پھر کیوں تمہاری اکثریت نے انہیں ترک کر دیا اور ان منحرف ناصبیوں کی پیروی کرنے لگے جن کی تاریخ خون کے بازار گرم کرنے، جنگ اور فتنہ و فساد پھیلانے سے بھری ہوئی ھے؟ چنانچہ کوئی حیرت کی بات نہیں اگر آج تمہارے تمام مقدّس مقامات پر اسی قسم کی آمرانہ، جابر اور بد تہذیب حکومتیں مسلط ہیں جیسی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوری بعد اقتدار سنبھال بیٹھیں۔ تم کب بیدار ہو گے؟ تم

کب تک سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر اپنے محترم آمروں اور غاصبوں کی اندھادھند پوجا کرتے رہو گے ؟ تم کب ذاتی طور پہ تحقیق کرو گے ؟ اور کب خود اپنی تاریخ سے اور اپنی ہی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت پاؤ گے کہ کیسے اندوہناک مصائب گزرے اور آج پورے عالم میں مسلمانوں کی حالت اس قدر ابتر کیوں ہے ؟

اے ایمان والو! تم کفار اور منافقین کی راہوں پر کیوں چل دیے جبکہ اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے میں وہی حاکمیت اور برتری رکھ دی جو ابراہیم اور ان کی ذریت میں رکھی اے لوگو! جو ہر وقت پہلے تین خلفاء کو بعد از رسول برتر ثابت کرنے میں مشغول ہو، کیا تم نے قرآن پاک میں کبھی پڑھنے کی زحمت کی کہ اجر رسالت (حضور کی رسالت کا اجر) خود سے مقرر شدہ خلفاء کی عظمتیں بڑھانے میں نہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں / آل کی محبت میں ہے یہی حضور (ص) کے گھرانے کے پاکیزہ ترین، اعلیٰ ترین اور معصوم عن الخطا افراد ہیں جن کے بارے میں قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے:

> آپ کہہ دیجئیے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ میرے اقرباء سے محبت کرو اور جو شخص بھی کوئی نیکی حاصل کرے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کر دیں گے بے شک اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور قدردان ہے (القرآن ۔ 42:23)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں کامل ترین دین اور اللہ کی آخری الہامی کتاب عطا کی اور اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ درج بالا طریقہ سے پیغمبر اکرم (ص) کو صلہ دو لیکن تم نے ان کی آل کو مار ڈالا، انہیں کافر، ملحد شیعہ اور رافضی کہا، ان سے خلافت وحکومت چھین کر اسے سیاسی وقبائلی حرص کے آلہ کے طور پر استعمال کیا، اہل السنت کے بدکردار اموی اور عباسی حکمرانوں کے قید خانوں میں انہیں اذیتیں دیں، خداتعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ان کے حق سے انہیں محروم کیا اور بالآخر بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیا اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اپنے بچوں کو ان سے نفرت کی تعلیم دی

حضور (ص) اور ان کی آل سے تمہاری محبت اس وقت کہاں تھی؟ اس وقت جذبہ ء جہاد کہاں تھا؟ تم معاویہ، یزید، ہارون رشید، مامون اور ان کی بدبخت آل کے درباروں میں دولت اکٹھی کرنے میں مشغول تھے جبکہ آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیدخانوں میں اذیتیں دی جا رہی تھیں، جلا وطن کیا جا رہا تھا اور مسجدوں کے منبروں سے ملامت کا نشانہ بنایا جا رہا تھا اے بدنصیب! تم روز قیامت پیغمبر اکرم (ص) کا سامنا کیسے کرو گے؟ اس دن کس طرح اپنے مالک کے حضور پیش ہو گے جب کسی کے پاس جھوٹ بولنے کا کوئی موقع نہیں ہو گا بے شک تمہاری سپاہ صحابہ اور اس کا ناصبی رویہ تمہیں واصل جہنم کرے گا کیونکہ اس نے نہ تو تمہیں کوئی نفع دیا اور نہ ہی دین خدا کو۔ تم نے ان کی پیروی کی جن کی خوبیوں اور علم کے بارے میں نہ قرآن پاک اور نہ مصدقہ احادیث میں کوئی ضمانت اور نہ ہی کوئی حدیث ملتی ہے جبکہ اہل البیت رسول (ص) کے لئے قرآن پاک کا یہ فرمان ہی کافی ہے:

> (اے پیغمبر) علم کے آجانے کے بعد جو لوگ آپ سے کٹ حجتی کریں ان سے کہہ دیجئیے کہ آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی

اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں (القرآن ۔ 3:61)

سعد ابن ابی وقاص نے بیان کیا:

جب آیت 3:61 نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین (علیہم السلام) کو بلایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے خدا! یہ میرے اہل البیت (گھر کے افراد) ہیں

سنی حوالہ جات:

1۔ صحیح مسلم، باب اوصاف صحابہ، حصہ اوصاف علی (ع)، ایڈیشن 1980 طباعت سعودی عرب، عربی طبع جلد4 صفحہ 1871 روایت نمبر32 (کا آخر)

2۔ صحیح الترمذی، جلد5، صفحہ 654

3۔ المستدرک از الحکیم جلد3 صفحہ 150 جہاں یہ تسلیم کیا گیا کہ یہ روایت دونوں شیخین البخاری اور المسلم کے مقرّر کردہ معیار کے مطابق صحیح ہے

4۔ ذخائر العقباء از محبّ الدّین الطبری صفحہ 25

یہی (اہل البیت محمد) اللہ کی وہ رسی ہیں جسے تھامنے کا تمہیں حکم دیا گیا تھا

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت کرو(القرآن ۔ 3:103)

لیکن تم نے ان کو منتخب کیا جو خود ان (آل محمد) کے باغی شاگرد تھے؛ یزید اور ہارون رشید جیسوں کے ورثاء اور اجداد کی حکومتوں کے حاشیہ بردار تھے وہ بد بخت جو انسانیت، ساتھی مسلمانوں اور بالخصوص آل محمد (ص) کے خلاف جرائم اور جنگوں کی وجہ آتش جہنم کے مستحق تھے

اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ(القرآن ۔ 9:119)

اللہ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل البیت (ع) کو بھی حضرت ابراہیم علیہ سلام کے گھرانے کی طرح صاحب امر بنایا کیا تم کسی اور نسل میں کوئی پیغمبر، امام یا رسول دیکھتے ہو؟ تم ابراہیم (ع) کے حقیقی وارثوں کی خلافت و امامت سے اس قدر حسد کیوں کرنے لگے؟ اور ان کی اطاعت کرنے کی بجائے موسی علیہ سلام (جو سامری جادوگر کے تعاقب میں گئے تھے) کی قوم کی طرح باغی کیوں ہو گئے؟ کیا بھول گئے کہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول اور اپنے درمیان صاحبان امر کی اطاعت کرو(القرآن ۔ 4:59)

کیا تمہارے کسی خلیفہ یا امام کو اللہ تعالی یا رسول کی طرف سے کوئی امر یا اختیار ملا؟ نہیں، بخدا نہیں! بلکہ انہوں نے تو خدا کی طرف سے مقرّر کردہ صاحبان امر سے انکار کیا اور محدود پیمانے پر ذاتی رائے اور اجماع کا طریقہء انتخاب اپنایا۔ تم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے مالک کو کیا جواب دو گے جب تم سے سوال کیا جائے گا

علی ابن ابی طالب علیہ سلام کی خلافت پر عبداللہ ابن مسعود بیان کرتے ہیں:

شب جن، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے آنے کا حکم دیا میں ان کے پیچھے چل دیا حتی کہ ہم مکہ کی بلندیوں تک پہنچ گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا کہ جن وانس مجھ پر ایمان لائیں گے جہاں تک انسانوں کی بات ہے وہ مجھ پر ایمان لائے جہاں تک جنوں کی بات ہے تم دیکھ چکے مزید آپ (ص) نے فرمایا، میں محسوس کرتا ہوں کہ میرا انجام قریب ہے میں نے پوچھا، یا رسول اللہ! کیا آپ ابوبکر کو اپنا خلیفہ نہیں بنائیں گے؟ آپ نے رخ موڑ لیا میں نے محسوس کیا کہ آپ متفق نہیں ہیں پھر میں نے پوچھا، یا رسول اللہ! کیا آپ عمر کو خلیفہ نہیں بنائیں گے؟ آپ نے دوبارہ رخ موڑ لیا میں نے محسوس کیا کہ آپ اس پر بھی متفق نہیں میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا آپ علی (ع) کو اپنا خلیفہ نہیں بنائیں گے؟ آپ نے جواب دیا: اسی کو، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر تم نے اسی (علی علیہ سلام) کو منتخب کیا اور اس کی اطاعت کی تو اللہ تعالی تم سب کو جنت میں داخل کرے گا

سنی حوالہ جات:

1۔ مجمع الزّوائد از الهیثمی جلد 8 صفحہ 314

2۔ الطبرانی نے بھی حوالہ دیا

جو شخص بھی ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول سے اختلاف کرے گا اور مومنین کے راستے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں گے ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا ہے اور عنقریب اسے جہنم میں جھونک دیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے (القرآن ۔ 4:115)

یقیناً اس دن جب چہرے سیاہ اور مایوس ہو چکے ہوں گے تو تمہارا رب تمہیں وہ قربانیاں دکھائے گا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل البیت / عترت نے دیں اور تم اور تمہارے جھوٹے رہنماؤں کو شرمندہ کرے گا اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے:

اور جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جن پر خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں انبیاء، صدّیقین، شہداء اور صالحین ۔۔۔ اور یہی بہترین رفقاء ہیں (القرآن ۔ 4:69)

تم سے اس نعمت عظیم کے بارے میں سوال پوچھا جائے گا جو تمہیں اس دنیا میں تمہاری ہی فلاح کے لئے اہل البیت (ع) کی صورت میں ملی تھی لیکن تم نے انہیں آئمہ کی حیثیت سے مسترد کر دیا اور اپنے آپ کو حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی میں تقسیم کر لیا:

پھر اس دن تم سے نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا (القرآن ۔ 4:54)

یا وہ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں اللہ نے اپنے فضل سے بہت کچھ عطا کیا ہے؟ ۔۔۔ (القرآن ۔ 4:54)

اللہ کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان الفاظ کو یاد کرو جو انہوں نے اپنے آخری خطبہ میں نجات کی واحد راہ کے طور پر بتائے تھے

صحابہ یا شیخین (قطع نظر اس کے کہ وہ کتنے اچھے یا برے تھے) کی عظمتیں بیان کرنا یا ان کی وجہ سے فساد کھڑا کرنا نجات کا ضامن نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ابوحنیفہ، مالک، احمد ابن حنبل یا ادریس شافعی جیسے حکومت کے مقرّر کردہ امام کی اطاعت باعث نجات ہے (یہ سب کے سب اہل البیت محمد (ص) کے ہمعصر تھے اور انہیں امام وقت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے نعوذ باللہ!) اگر تم واقعی نجات کی راہیں تلاش کرنا چاہتے ہو تو آؤ تمہاری اپنی تاریخ وحدیث کی کتابوں سے پڑھیں:

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں دو قیمتی اور گراں قدر خزانے چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہوگے اور یہ کتاب اللہ اور میری ذریت، میرے اہل البیت ہیں اللہ رحمن ورحیم نے مجھے مطلع کر دیا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ دونوں میرے پاس (جنت میں) حوض کوثر میں پہنچ جائیں گے

سنی حوالہ جات:

1۔ صحیح الترمذی، جلد5، صفحات 662- 663- 328، 30 سے زائد اصحاب کی روایت جو بہت سے سلسلہ ء اسناد سے نقل کی گئی

2۔ المستدرک از الحکیم، باب فہم (اوصاف) صحابہ جلد3، صفحات 109، 110، 148، 533 جہاں اس روایت کو دو شیخین (البخاری اور مسلم) کے معیار کی بنیاد پر مستند قرار دیا گیا

3۔ سنن از دارمی جلد2 صفحہ 432

4۔ مسند از احمد ابن حنبل، جلد3، صفحات 17، 14، 26، 59، جلد4 صفحات 366، 370، 372، جلد5 صفحات 182، 189، 350، 366، 419

5۔ فضائل الصحابہ از احمد ابن حنبل جلد2 صفحہ 585 روایت نمبر990

6۔ الخصائص از النسائی صفحات 30، 21

7۔ الصواعق المحرقہ از ابن حجر الھیثمی باب 11 حصہ اوّل صفحہ 230

8۔ الکبیر از الطبرانی جلد3 صفحات 62، 63، 137

9۔ کنز العمال از المتقی الہندی باب الاعتصام بحبل اللہ جلد1 صفحہ 44

10۔ تفسیر ابن کثیر (مکمل طباعت) جلد4 صفحہ 113 قرآن پاک کی آیۃ نمبر42: 23 کے تحت (چار روایات)

11۔ الطبقات الکبری از ابن سعد جلد2 صفحہ 194 طباعت از دار الصدر لبنان

12۔ الجامع الصغیر از السیوطی، جلد1 صفحہ 353، مجمع الزوائد جلد2، الھیثمی جلد9 صفحہ 163

13۔ الفتح الکبیر جلد1 صفحہ 451

14۔ اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ از ابن الاثیر جلد2 صفحہ 15۔ جامع الاصول از ابن الاثیر جلد1 صفحہ 16۔ تاریخ ابن عساکر جلد5 صفحہ 17۔ التاج

الجامع للاصول جلد 3 صفحہ 18۔ الدرّ المنثور از الحافظ السیوطی جلد 2 صفحہ 19۔ ینابیع الموءدّہ از القندوزی الحنفی صفحات 38، 20۔ عبقات الانوار جلد 1 صفحہ اور دیگر بہت سے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

دیکھو! میرے اہل البیت (ع) کی مثال کشتیء نوح کی سی ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پاگیا اور جو اس سے منہ موڑ گیا برباد ہو گیا

سنی حوالہ جات:

1۔ المستدرک از الحکیم جلد 2 صفحہ 343، جلد 3 صفحات 150۔151، ابوذر (رض) کی روایت پر۔ الحکیم نے اس روایت کو صحیح قرار دی

2۔ فضائل الصحابہ از احمد ابن حنبل جلد 2 صفحہ 786

3۔ تفسیر الکبیر از فخر الرازی، آیہ 42:23 کی تفسیر کے عنوان سے بیان گیا حصہ 27 صفحہ 167

4۔ البزّار، ابن عباس اور ابن زبیر کی سند پر برباد کی جگہ لفظ ڈوب گیا بیان کیا گیا

5۔ الصواعق المحرقہ از ابن حجر الھیثمی باب 11، حصہ 1 صفحہ 234 آیہ 8:33 کے عنوان سے بیان کیا گیا حصہ دوم صفحہ 282۔ جہاں تسلیم کیا گیا کہ یہ حدیث ان گنت سلسلہء اسناد سے منتقل کی گئ

6۔ تاریخ الخلفاء اور جامع الصغیر از السیوطی، الکبیر از الطبرانی جلد 3 صفحات 37، 38 الصغیر از الطبرانی جلد 2 صفحہ 22

7۔ حلایۃ الاولیاء از ابو نعیم جلد 4 صفحہ 306

8۔ الکنی والاسماء از الدولابی جلد 1، صفحہ 76

9۔ ینابیع الموءدّۃ از القندوزی الحنفی صفحات 30، 370

10۔ اصعف الرّاغبین از الصبن

یقیناً تم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے پیروکار ہونے کا دعوی کرتے ہو تو یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ حدیث رسول صلی ا للہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع مسلمانوں کی تمام نسلوں کے ساتھ ساتھ صحابہ اور تابعین پر بھی یکساں طور پر واجب ہے پھر کیوں تمہاری محترم ہستیوں نے اہل البیت (ع) کو ہٹا کر ایک طرف تو خود طاقت واقتدار سنبھالا اور دوسری طرف ان کے اثاثے چھین لیے انہیں دھمکیاں

دیں اور بھول گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

ان سے آگے مت بڑھو ورنہ تم تباہ ہو جاؤ گے ان سے دور مت ہٹو ورنہ برباد ہو جاؤ گے اور انہیں سکھانے کی کوشش مت کرو کیونکہ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں

سنی حوالہ جات:

1۔ الدرّ المنثور از السیوطی جلد 2 صفحہ 60

2۔ الصواعق المحرقہ از ابن حجر الھیثمی باب 11 حصہ اوّل صفحہ 230 الطبرانی سے حوالہ دیا گیا حصہ دوم صفحہ 342 میں بھی موجود ہے

3۔ اسد الغابہ از ابن الاثیر جلد 3 صفحہ 4۔ ینابیع المودۃ از القندوزی الحنفی صفحات 41، 5۔ کنز العمال از المتقی الہندی جلد 1 صفحہ 6۔ مجمع الزّوائد از الھیثمی جلد 9 صفحہ 7۔ عبقات الانوار جلد 1 صفحہ 8۔ اعلام الوراع صفحات 132۔ 133

9۔ تذکرا لخواص الامۃ از سبط ابن الجوزی الحنفی صفحات 10۔ السیرا لحلبیہ از نور الدّین الحلبی جلد 3 صفحہ 273

مزید فرمایا:

میرے اہل البیت (ع) بنی اسرائیل کے توبہ کے دروازے کی طرح ہیں جو اس میں داخل ہوا معاف کر دیا گیا

سنی حوالہ جات:

1۔ مجمع الزّوائد از الھیثمی جلد 9 صفحہ 168

2۔ الاوسط از الطبرانی روایت نمبر 18

3۔ اربعین از نباہانی صفحہ 216

4۔ الصواعق المحرقہ از ابن حجر الھیثمی باب 11 حصہ اوّل صفحات 230، 234 ایک اور روایت جو بڑی حد تک اس سے مشابہ ہے الدرقطنی اور ابن حجر نے اپنی الصواعق المحرقہ باب 9 حصہ 2 صفحہ 193 میں بیان کی ہے کہ حضور (ص) نے فرمایا:

علی (ع) توبہ کا دروازہ ہیں جو اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور اس سے باہر نکل گیا وہ کافر ہے

درج بالا روایت قرآن پاک کی آیات 2:58 اور 7:161 سے متعلقہ ہے جہاں بنی اسرائیل کے توبہ کے دروازہ کا ذکر کیا گیا ہے حضرت موسی علیہ سلام کے وہ اصحاب جو توبہ کے دروازے میں داخل نہ ہوئے چالیس سال تک صحرا میں کھوئے رہے جبکہ کشتیء نوح علیہ سلام میں سوار نہ ہونے والے ڈوب گئے ابن حجر اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ:

کشتیء نوح (ع) کی تشبیہ اس بات کی علامت ہے کہ اہل البیت (ع) سے موءدّت و عقیدت رکھنے والے اور ان سے رہنمائی حاصل کرنے والے (مخالفتوں کی) تمام تاریکیوں سے نجات پا جائیں گے اور ان کی مخالفت کرنے والے احسان ناشناسی کے سمندر میں ڈوب جائیں گے اور بغاوت اور سرکشی کے صحرا میں بھٹک جائیں گے

سنی حوالہ: الصواعق المحرقہ از ابن حجر صفحہ 91

ابن عباس بیان کرتے ہیں:

قرآن پاک کی کوئی آیت ایسی نہیں جس میں مومنینکی اصطلاح میں علی (ع) سب سے بلند تر درجہ کے حامل، ان سب کے سردار اور سب سے زیادہ متّقی کے معنوں میں نہ ہوں بے شک اللہ تعالی نے قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اصحاب کی سرزنش بھی کی ہے لیکن علی (ع) کا حوالہ ہمیشہ عزّت واحترام کے ساتھ دیا گیا

سنی حوالہ جات:

1۔ فضائل الصحابہ از احمد ابن حنبل جلد 2 صفحہ 654 روایت نمبر 1114

2۔ الرّیاض النّاظرہ از محبّ الدّین الطبری جلد 3 صفحہ 229

3۔ تاریخ الخلفاء از الحافظ جلال الدّین السیوطی صفحہ 171

4۔ ذکائر العقباء از محبّ الدّین الطبری صفحہ 89

5۔ الصواعق المحرقہ از ابن حجر الھیثمی باب 9 حصہ سوئم صفحہ 196 اور طبرانی اور ابن ابی حاتم جیسے دیگر مورّخ

چنانچہ اے لوگو، جو خود کو اہل السنت والجاعت کہتے ہو! ہمارا مذاق کیوں اڑاتے ہو جب ہم امام علی علیہ سلام کی مدح سرائی اس طرح کرتے ہیں جس طرح آج تک کسی کی مدح نہیں کی گئی اور نہ ہی کوئی اس کا مستحق ہے بخدا! امام علی علیہ سلام کی اس طرح مدح سرائی کرنا تمہارے اپنے محبوب اور ممدوح ترین نبی (ص) کی سنت ہے اسی ہستی (نبی) سے ہم نے امام علی علیہ سلام سے بے پناہ محبت، ان کی حمایت اور امت کے ہر فرد پر انہیں ترجیح دینا سیکھا آپ کے چہرے مضطرب کیوں ہونے لگتے ہیں جب آپ کی اپنی کتابوں سے حضور (ص) کی یہ حدیث سنائی جاتی ہے:

اے لوگو! میں جلد یہاں سے رخصت ہونے والا ہوں اور اگرچہ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں لیکن پھر بتاتا ہوں کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، کتاب اللہ اور میرے جانشیں جو میرے اہل البیت (ع) ہیںپھر آپ نے حضرت علی (ع) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: دیکھو! یہ علی علیہ سلام قرآن کے ساتھ ھیں اور قرآن ان کے ساتھ ھیں وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتی کہ دونوں میرے پاس (بہشت کے) حوض پر پہنچیں گے

سنی حوالہ:

الصواعق المحرقہ از ابن حجر الھیثمی باب 9 حصہ دوئم

حضرت امّ سلمی بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علی علیہ سلام قرآن کے ساتھ ھیں اور قرآن علی علیہ سلام کے ساتھ ھیں وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ھوں گے حتی کہ دونوں میرے پاس (بہشت کے) حوض پر پہنچیں گے

سنی حوالہ جات:

1۔ المستدرک ازا لحکیم جلد 3 صفحہ 124 حضرت امّ سلمی کی روایت پر بیان کیا گیا

2۔ الصواعق المحرقہ ازابن حجر باب 9 حصہ دوم صفحات 191، 194

3۔ الاوسط از طبرانی

4۔ الصغیر تاریخ الخلفاء از جلال الدّین سیوطی صفحہ 173

وہابی / سلفی / ناصبی اور اپنی ہی طرز کے سنی دعوی کرتے ہیں کہ شیعہ پیغمبر اکرم (ص) کی سنت کی پیروی نہیں کرتے کیونکہ یہ (سنت) صحابہ کے ذریعے ہی منتقل ہوئی یہ ناصبی اتنا غور بھی نہیں کرتے کہ شیعہ امام علی (ع) کا اتباع کرتے ہیں جو حضور (ص) کے اصحاب میں افضل ترین، ان کے سردار، ان میں عالم ترین، اللہ کی مضبوط رسی (القرآن 3: 103) اور اس کی صراط مستقیم (القرآن 1:6) ہیں نہ تو حضور (ص) کے ساتھ رشتے اور تعلق میں کوئی ان سے سبقت لے جا سکا اور نہ ہی اس دین کی اطاعت میں (القرآن 56: 10۔11) ہم اہل البیت (ع) کی ہدایات سے وابستہ ہیں جو قرآن و حدیث کے مطابق پاک و پاکیزہ اور معصوم ہیں لہذا ہمیں ان صحابہ کے اتباع کی ہرگز ضرورت نہیں جنہوں نے اہل البیت (ع) کی مخالفت کی اور ان سے جنگ کی

اس طرح شیعہ اس سنت کی پیروی کرتے ہیں جو حضور (ص) کے افضل ترین صحابی کے ذریعے منتقل ہوئی تاہم وہابی / ناصبی / سلفی ان میں سے بد ترین کا اتباع کرتے ہیں جو معاویہ ہے، اسی کی مدح سرائی کرتے ہیں اور اسی کی سنت کی پیروی کرتے ہیں جس کا درحقیقت حضور (ص) کی سنت سے کوئی سروکار نہیں

جنگ احد کے بعد حضور (ص) کا درج ذیل ارشاد البخاری میں بیان کیا گیا ہے:

صحیح البخاری حدیث: 8۔434

> عقبہ بن عامر نے بیان کیا: حضور (ص) باہر تشریف لے گئے اور (غزوہ) احد کے شہیدوں کی نماز جنازہ ادا کی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا خدا کی قسم! اب میں اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے جنت کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں خدا کی قسم! مجھے اپنے بعد تمہارے مشرک ہو جانے کا ڈر نہیں لیکن ڈر ہے کہ تم (دنیاوی آسائشوں کے لئے) مقابلہ آرائیاں شروع کر دو گے

یہ روایت واضح نشاندہی کرتی ہے کہ حضور (ص) کے بعد ان کے کچھ صحابہ دین کو چھوڑ کر اس عارضی دنیا کی آسائشوں کے لئے ایک دوسرے سے مقابلہ پر اتر آئیں گے یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور حقیقتاً وہ اس حد تک مقابلہ آرائی کرنے لگے کہ تلواریں نکل آئیں اور میدان جنگ سج گئے

کچھ نامور اصحاب سونا اور چاندی اکٹھا کرنے کے لئے بے تاب ہونے لگے

مسعودی، طبری اور دوسرے عظیم موءرّخین لکھتے ہیں کہ زبیر کی ملکیت میں 50000 دینار، 1000 گھوڑے، 1000 غلام اور بصرہ، کوفہ، مصر اور بہت سی دوسری جگہوں پر بہت سا اثاثہ تھا یہ بے پناہ دولت اکٹھی گئی جبکہ بہت سے مسلمان فاقوں سے مر رہے تھے

سنی حوالہ:

موروج الذّھب از المسعودی، جلد 2، صفحہ 341

عراق کی صرف زرعی پیداوار سے ہی طلحہ کے لئے ہر روز 1000 دینار آتے تھے

سنی حوالہ:

مروج الذّھب از المسعودی، جلد 2، صفحہ 341

عبدالرّحمن بن عوف کی ملکیت میں 100 گھوڑے، 1000 اونٹ اور 10000 بھیڑیں تھیں اس کے مرنے کے بعد اس کی دولت کا ایک چوتھائی حصہ 84000 دینار اس کی بیویوں میں تقسیم کیے گئے

سنی حوالہ:

مروج الذّھب از المسعودی، جلد 2، صفحہ 341

عثمان بن عفان نے مرنے پر زمین، مویشی اور دیہاتوں کے انبوہ کثیر کے علاوہ 150000 دینار چھوڑے

سنی حوالہ:

مروج الذّھب از المسعودی، جلد 2، صفحہ 341

زید بن ثابت نے سونے و چاندی کے وہ ڈھیر چھوڑے جنہیں ہتھوڑوں سے توڑنا پڑتا تھا اس کے علاوہ 100000 دینار کی مالیت کے برابر زرعی اثاثہ اور دولت تھی

سنی حوالہ:

مروج الذّھب از المسعودی، جلد 2، صفحہ 341

یہ تو کچھ صحابہ کی اس دنیاوی زندگی سے وابستگی کی صرف چند ایک مثالیں تھیں اس وقت کے عوام کی غربت سے اگر (ان کی دولت کا) موازنہ کیا جائے تو انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں نے اس قدر دولت کیسے اکٹھی کی جبکہ عام لوگ غربت و تنگدستی کی حالت میں تھے اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ امام علی علیہ سلام کے خلاف آمادہ ء جنگ کیوں ہوئے اثاثہ و جائیداد کی بے ضابطگیوں میں امام علی (ع) ان کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ تھے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ نام نہاد متقی اصحاب دولت دنیا اکٹھی کرنے اور ایک

دوسرے سے سبقت لے جانے میں اس قدر مصروف تھے جبکہ بہت سے مسلمان غربت سے مر رہے تھے، توان اصحاب کا وہ تقوی اور جذبہ ء ایثار کہاں تھا جو سنی حضرات کے بقول ان میں بدرجہ ء اتم پایا جاتا تھا؟ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں
حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علی علیہ سلام سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان سے نفرت نفاق کی علامت ہے

سنی حوالہ:
یہ روایت صحیح مسلم میں جلد 1 صفحہ 61 پر بیان کی گئی ہے
خود ملاحظہ کریں صحیح البخاری جلد 2 صفحہ 76 اور صحیح الترمذی جلد 5 صفحہ 300 پر نقل کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ سلام سے فرمایا:

تم میرا ایک جزو (حصہ) ہو اور میں تمہارا جزو ہوں

صحیح الترمذی جلد 5 صفحہ 201 پہ نقل کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں

یاد رہے کہ آپ کسی شہر میں اس کے دروازے کے ذریعے ہی داخل ہو سکتے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (شہر علم) کے علم سے استفادہ ان کے داماد علی ابن ابی طالب (ع) (دروازہ ء علم) کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے
مزید، مسند امام ابن حنبل جلد 5 صفحہ 25 پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا:

میرے بعد علی (ع) ہر مومن کے مولا ہیں

ہر سربراہ ریاست، خواہ آج یا عہد گزشتہ میں، اپنی عدم موجودگی میں اپنے قائم مقام اور معاملات کے منتظم کے طور پر ہمیشہ کوئی جانشیں مقرر کرتا ہے تو کیا آپ یقین کر سکتے ہیں کہ خالق کائنات کی طرف سے مبعوث ہونے والے آخری پیغمبر (ص) نے اپنے بعد کے امور کی دیکھ بھال اور انتظامات کے لئے کوئی جانشیں مقرر نہیں کیا ہو گا؟ ایک ایسا جانشیں جو اللہ تعالی کا محبوب اور قابل اعتماد ہو؟ کیا آپ یقین کریں گے کہ اللہ تعالی نے ۔۔۔۔انسانیت کی طرف بھیجی گئی بہترین قوم۔۔۔۔(القرآن: 3:110) کے معاملات کو عوام الناس کی مرضی اور حکمرانی پر چھوڑ دیا نہیں، بخدا! اللہ اور اس کے رسول نے ایک جانشیں مقرر کیا اور وہ جانشیں امام علی ابن ابی طالب (ع) تھے
صحیح ترمذی، جلد 2 صفحہ 298 میں روایت ملتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس جس کا میں مولا اس اس کے علی مولا! اے اللہ، ان کے حامیوں کو اپنی حمایت میں رکھ اور ان سے تمسک رکھنے والوں سے تمسک رکھ

یہ ہیں وہ علی، نڈر جنگجو اور قریشی سرداروں کو شکست دینے والے۔ اللہ تعالی اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کرے اپنے پیغمبر (ص) اور ان کی

آل پاک (ع) پر

اب خود سے پوچھیئے: جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح سے امام علی (ع) کی مدح سرائی کی تو پھر صحابہ، بالخصوص معاویہ، امام علی (ع) کو ملامت کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ کیا آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو بھول گئے جو مسند احمد ابن حنبل میں بیان کیا گیا:

جس نے علی (ع) پر دشنام طرازی کی (گالی دی) اس نے مجھ پر دشنام طرازی کی، جس نے مجھ پر دشنام طرازی کی اس نے اللہ پر دشنام طرازی کی، اور جس نے اللہ پر دشنام طرازی کی اسے اللہ تعالی دوزخ میں پھینکے گا

اس سے واضح ہے کہ علی علیہ سلام کی شان اقدس میں گستاخی کر کے صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کر رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کر کے دراصل اللہ تعالی سے نبرد آزما تھے اور اللہ تعالی سے نبرد آزمائی کرنے والے جہنم کا ایندھن ہوں گے وہ اپنے کہے ہوئے الفاظ پر جواب دہ ہوں گے یہ عہد خدا ہے جسے وہ کبھی نہیں توڑے گا۔

آپ کے بنائے گئے خلفاء خود سے مقرّر شدہ آمر تھے اور بذات خود کوئی خدائی حجت یا نبوی دلیل نہیں رکھتے تھے کہ بعد میں آنے والے خلفاء کو مقرّر کرتے لیکن پھر بھی آپ ایسے مرحلے کو اجماع یا فیصلہ ء جماعت کا نام دینے کی جراءت کر لیتے ہیں؟ اے سچائی کے متلاشی اہل السنت والجماعت! یہ کیسی جماعت ہے؟ کیا یہ صرف ان چار لوگوں پہ مشتمل جماعت ہے جو اس وقت ایک چھت کے نیچے اکٹھے ہو کر آپس میں سازشیں کرنے میں مصروف تھے جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں بے دفن تھے؟ یا کیا یہ کسی مرتے ہوئے (خلیفہ) کی وصیت تھی کہ اس کے بعد اسی شخص کو مقرّر کیا جائے جس نے اس سابقہ خلیفہ کے اقتدار میں اس کی مدد کی؟ کتنے دکھ کی بات ہے! آپ نے تمام ضوابط، حتیٰ کہ جمہوریت اور اخلاقیات کے بنیادی اصولوں کو بھی توڑ دیا اور ایک مناسب رائے دہی یا عادلانہ حق چناؤ کا نظام پیش کرنے میں بھی ناکام رہے جبکہ امام علی (ع) کو خدا کی طرف سے منتخب خلیفۃ الرّسول ماننے سے انکار تو کر ہی چکے تھے ان تمام اوقات میں مسلمانوں کی اکثریت آپ کے ان کارناموں سے آگاہ نہیں تھی عوام الناس کی آواز کو حکومت کا جزو بنانے کی بجائے اپنے ہی خود ساختہ نظام خلافت کو ایک آمرانہ وراثتی وشاہی نظام میں ڈھال کر تباہ کر دیا تاکہ اپنے قبائل، سیاسی مقاصد، غرور اور حیوانی صفات کو تسکین پہنچا سکیں آپ نے تو خود اس نظام کی بھی دھجیاں بکھیر دیں جس پر آج آپ کو فخر ہے یعنی اجماع پر مبنی خلافت راشدہ۔ کیا آپ نے قرآن پاک میں نہیں پڑھا کہ خلافت خدا کی طرف سے مقرّر کردہ ہے اور محض قیاس، پسندیدگی یا چند صحابہ کی آراء سے اس کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا

اے داؤد (ع)، ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ (جانشین) کے طور پر مقرّر کیا۔۔۔

(القرآن 38:26)

مزید فرمایا:

۔۔۔ہم نے تمہیں (ابراہیم علیہ سلام کو) لوگوں کا امام (پیشوا) مقرّر کیا۔۔۔

(القرآن 2:124)

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانیت کا امام / خلیفہ اللہ تعالی کی طرف سے نامزد ہوتا ہے القرآن [2:30] (آدم علیہ سلام کے بارے میں) بھی دیکھئے آئیے اسی حوالے سے صحیح بخاری میں موجود درج ذیل دلچسپ حدیث پہ ایک نظر دوڑائیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی (ع) سے فرمایا: تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ سلام کو موسی علیہ سلام سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں

سنی حوالہ جات:

1۔ صحیح البخاری، عربی۔ انگریزی طبع روایات 5۔56، 5۔700

2۔ صحیح مسلم، عربی، جلد4، صفحات 1870۔71

3۔ سنن ابن ماجہ صفحہ 12

4۔ مسند احمد ابن حنبل، جلد1، صفحہ 174

5۔ الخصائص از النسائی صفحات 15۔16

6۔ مشکل الاثر از الطحاوی، جلد2 صفحہ 309

اگر آپ کی غفلت آپ کو اتنی مہلت دے کہ آپ موسی وہارون (علیہم السلام) کے درمیان نسبت / رشتے سے آگاہ ہوں تو پھر اس معجزاتی رشتے کو ضرور جانیں جو خود قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے لیکن آپ نے حضرت علی (ع) کے سلسلے میں اسے مسترد کر دیا

تاہم حضرت علی (ع) کو مسلمانوں کے پہلے حقیقی خلیفہ کے طور پر مسترد کر کے آپ نے کوئی نیا کام نہیں کیا قوم موسی (ع) نے بھی حضرت ہارون (ع) کے ساتھ یہی وطیرہ اختیار کیا یاد رہے کہ حضرت موسی (ع) نے اپنی قوم کو اجازت نہیں دی تھی کہ غیر معصوم لوگوں کے اجماع کی بنیاد پر خلیفہ مقرّر کرنے کے لئے شوری ترتیب دی جائے

قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے:

(موسی علیہ سلام نے کہا: اے اللہ!) میرے اہل (خاندان) میں سے میرا وزیر قرار دے؛ ہارون (ع) کو جو میرا بھائی بھی ہے۔۔۔ ارشاد ہوا، موسی ہم نے تمہیں تمہاری مراد دی (القرآن۔ 20:29،36)

اللہ تعالی نے مزید ارشاد فرمایا:

اور ہم نے موسی (ع) کو کتاب عطا کی اور ان کے بھائی ہارون (ع) کو ان کا وزیر بنا دیا (القرآن۔ 25:35)

۔۔۔ اور موسی (ع) نے اپنے بھائی ہارون (ع) سے کہا کہ تم میری قوم میں میری نیابت (خلافت) کرو (القرآن۔ 7:142)

غور کیجیئے! اس آیۃ مبارکہ میں اخلفنیکا لفظ استعمال ہوا ہے اخلفنیاور خلیفہکی اصل ایک ہی ہے
چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہی تھی کہ جس طرح حضرت موسی علیہ سلام میقات (اللہ سے ملنے) پر جاتے وقت حضرت ہارون علیہ سلام کو اپنی قوم کی رہبری اور نگرانی پر مامور کر کے گئے تھے اسی طرح وہ (حضور) بھی اپنے بعد اسلام کے امور کی دیکھ بھال اور قیادت کے لیے امام علی ابن ابی طالب علیہ سلام کو اپنے پیچھے چھوڑ رہے تھے یہ یاد دہانی پاکیزہ دل اور روشن خیال ذہن کے حامل افراد کے لئے ایک فکر انگیز دریچہ کھولے گی
حضرت ہارون علیہ سلام سے متعلق درج بالا قرآنی آیات ظاہر کرتی ہیں کہ پیغمبر خود بھی اپنا نائب اور جانشین مقرّر کرنے کا اختیار نہیں رکھتا بلکہ یہ فیصلہ صرف اور صرف اللہ تعالی کرتا ہے پیغمبر موسی علیہ سلام نے اللہ تعالی سے دعا فرمائی اور التجا کی کہ حضرت ہارون (ع) کو ان کا جانشین بنا دیا جائے اور اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر موسی (ع) کی اس دعا کو قبول فرمایا:
لیکن اے مسلمانو! تم نے کیا کیا؟ تم نے امام علی (ع) اور بنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف محاذ کھڑے کیے، ایک جھوٹی خلافت پر ان کی بیعت کے حصول کی خاطر ان کے گھر کو افراد سمیت جلا دینے کی دھمکیاں دیں انہیں ان کا وراثتی حق دینے سے انکار کیا اور ظلم و تشدّد کی اس انتہا پر پہنچے کہ خاتون جنت کے اسقاط حمل کا باعث بنے کیا آپ کو خبر ہے کہ جناب سیدہ نے کب انتقال کیا؟ کیسے اور کس حالت میں وہ اس دنیا سے تشریف لے کے گئیں؟ کس قدر قابل افسوس بات ہے اے لوگوکہ اہل السنت ہونے کا دعوی کرتے ہو اور صحابہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے زبانیں نہیں تھکتیں لیکن اہل البیت النبی سے مکمل بے خبر ہو بخدا آپ کی اکثریت ان کے نام، تعداد اور قرآن و حدیث میں درج ان کے فضائل نہیں جانتی
آئیے! اب آپ کو درج بالا شرمناک واقعات کی مختصر جھلک آپ کی صحیح ترین حدیث و تاریخ کی کتب سے دکھائیں آئیے! اب آپ کے اسلاف کے جرائم سے پردہ کشائی کریں جو آپ کے علماء صدیوں سے آپ سے چھپاتے آرہے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> دنیا کی تمام عورتوں میں سے بہترین جنہیں اللہ تعالی نے تمام عورتوں میں منتخب کیا یہ ہیں: آسیہ (ع) زوجہ ء فرعون، مریم (ع) بنت عمران، خدیجہ (ع) بنت خویلد، اور فاطمہ (ع) بنت محمد

سنی حوالہ جات:

1۔ صحیح الترمذی، جلد5، صفحہ 702
2۔ المستدرک از الحکیم جلد 3 صفحہ 157 جہاں تسلیم کیا گیا کہ یہ روایت دو شیخین (البخاری اور مسلم) کے معیار پر صحیح ہے
3۔ مسند احمد ابن حنبل، جلد 3 صفحہ 135
4۔ فضائل الصحابہ از احمد ابن حنبل، جلد 2 صفحہ 755 روایت نمبر 1325

5۔ حلایۃ الاولیاء از ابو نعیم، جلد 2 صفحہ 344

6۔ مجمع الزّوائد از الھیثمی، جلد 9 صفحہ 377

7۔ الاستیعاب از ابن عبد البر، جلد 4 صفحہ 377

8۔ الاوسط از الطبرانی، ابن حبان وغیرہ

مزید، ابن عباس نے بیان کیا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چار عورتیں (زنان) عالم کی سردار ہیں: مریم (ع)، آسیہ (ع) [زوجہ ء فرعون]، خدیجہ (ع) اور فاطمہ (ع) اور ان میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ فاطمہ (ع) ہیں

سنی حوالہ:

ابن عساکر، تفسیر الدرّ المنثور میں بیان کیا گیا

جب ہم پڑھتے ہیں کہ سیدہ ء نساء العالمین فاطمہ زہراء ابتدائی عمر میں ہی مسلمانوں کے اس اکثریتی گروہ کے ہاتھوں شدید غم وآلام اور ظلم سہہ کر جہان فانی سے کوچ کر گئیں جو آج سنت کا پیروکار ہونے کا دعوی کرتا ہے تو آنکھیں بھر آتی ہیں یہ انہیں کے مقرر کردہ لوگ تھے جنہوں نے بدعنوانی اور آمریت کے ایک دائمی نظام کی راہ ہموار کرنے کے لئے اہل السنت والجماعت کا نعرہ بلند کیا اور ان کے رہبروں کی ایک کثیر تعداد (جس میں اوّل درجہ کے صحابہ، بشمول حضرت عائشہ زوجہ ء رسول شامل تھے) نے بعد میں امام علی (ع) یا امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) اور ان کی پاکیزہ ذرّیت کے خلاف محاذ جنگ سجائے، انہیں بے رحمی سے قتل کیا، ان کا حق خلافت چھینا، (اموی دور حکومت میں) برسر منبران کی شان اقدس میں گستاخی کی گئی اور عرب کے دارالحکومتوں کی گلیوں میں ان کے بچوں اور خواتین سے گستاخیاں کی گئیں یہ سب تباہی وانتشار ہوتا رہا جبکہ تم بظاہر نام نہاد سنت رسول پر عمل پیرا تھے جو بے شک ان لوگوں کی گھڑی ہوئی اور تحریف شدہ سنت تھی جو تخت حکمرانی پر براجمان تھے اور محل، دولت، شراب اور عورت کی لذّتوں میں کھوئے ہوئے تھے یقیناً وہ لوگ لفظ سنت کا مذاق اڑا رہے تھے اور آپ ان کی اندھی تقلید کر رہے تھے کس قدر شرمناک بات ہے کہ آپ ان کا مذاق اڑاتے ہیں جنہیں آپ کے اوّلین کے ہاتھوں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان پر ہونے والے ظلم وتشدّد کی یاد دلاتی اور تڑپاتی ہے آپ کے علماء آپ کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ ان معاملات پہ غور نہ کرو کیونکہ وہ ان لوگوں کے قابل نفرت چہروں کو بے نقاب ہوتے نہیں دیکھ سکتے جنہیں وہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد، خلیفہ ء اوّل نے، اہل البیت (ع)، انصار اور دوسرے صحابہ کی مخالفت کے باوجود عہدہ ء خلافت سنبھال لیا حضرت عمر، حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، معاویہ اور ابوسفیان جیسے نامور اصحاب کی کثیر تعداد نے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین میں بھی شرکت نہیں کی حضور (ص) کی نماز جنازہ میں شریک ہونے اور آخری وپاکیزہ ترین پیغمبر سے جدائی پر رنج وغم کا اظہار کرنے کی بجائے یہ حضرات کہیں اور مصروف تھے، جھگڑ رہے تھے اس تنازعہ پر کہ اب عرب کا حکمران کون ہو گا!

حضرت عمر نے کہا: علی ابن ابی طالب (ع)، زبیر ابن عوّام اور وہ جوان کے ساتھ تھے، ہم سے الگ ہو گئے اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں اکھٹے ہو گئے

سنی حوالہ جات:

1۔ احمد ابن حنبل جلد 1 صفحہ 55

2۔ سیر النبویہ از ابن ہشام، جلد 4 صفحہ 309

3۔ تاریخ طبری (عربی) جلد 1 صفحہ 1822

4۔ تاریخ طبری (انگریزی طبع) جلد 9 صفحہ 192

اور:

انہوں نے بیعت کا مطالبہ کیا لیکن علی (ع) اور زبیر دور رہے زبیر نے (نیام سے) تلوار نکالی اور کہا، میں اسے واپس نہیں رکھوں گا جب تک عہد بیعت علی (ع) کو نہیں دیا جاتا جب یہ خبر ابوبکر اور عمر تک پہنچی تو موء خر الذکر نے کہا، اسے پتھر مارو اور اس کی تلوار چھین لو بیان کیا گیا ہے کہ عمر (بیت فاطمہ کے دروازہ) کی طرف بھاگا اور یہ کہتے ہوئے ان لوگوں کو زبردستی لے کے آیا کہ انہیں رضامندی سے یا جبراً بیعت کا عہد دینا ہی پڑے گا

سنی حوالہ:

تاریخ طبری (انگریزی طبع) جلد 9 صفحات 188۔ 189

عزیز بہن بھائیو! آیئے کچھ دیر کے لئے غور کریں علماء اہل السنت والجماعت مصر ہیں کہ حضرت ابوبکر کو مشترکہ اکثریتی رائے اور لوگوں کی آزاد مرضی کی بنیاد پر منتخب کیا گیا یہ کس قسم کا انتخاب تھا؟ انتخاب میں تو رائے دہی کا حق اور آزادی ہونی چاہیئے اور ہر مسلمان کے پاس نامزد افراد کے چناؤ کا حق ہونا چاہیئے یہ کس قسم کا انتخاب ہے جس میں پیغمبر اکرم (ص) کے پاکیزہ ترین اہل البیت (ع) مخالفت کر رہے ہیں! انسانوں کے بنائے ہوئے اپنی ہی طرز کے خلیفہ کو مسترد کرنا خدا اور اس کے رسول کی مخالفت نہیں کیونکہ ایسے شخص کو نہ خدا اور نہ اس کے رسول نے مقرر کیا انتخاب بذات خود کسی مسلمان کو مجبور نہیں کرتا کہ کسی مخصوص نامزد کردہ فرد کو منتخب کرے ورنہ انتخاب تو در حقیقت جبر ہو گا یعنی انتخاب اپنا اعتماد کھو بیٹھے گا اور ایک آمرانہ حکم بن کر رہ جائے گا پیغمبر اکرم (ص) کا یہ ارشاد مشہور ہے کہ:

کسی بالجبر بیعت کی کوئی اہمیت نہیں

اور یہ سارا جبر امام علی (ع) جیسے انسان کے خلاف برتا گیا جن کے لئے قرآن پاک کہتا ہے:

(اے ایمان والو!) بے شک تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکو دیتے ہیں؛ اور جو بھی اللہ رسول اور صاحبان ایمان کو اپنا سرپرست بنائے گا تو اللہ ہی کی جماعت غالب آنے والی ہے

(القرآن ۔ 5:55،56)

اس پہ کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیت امام علی علیہ سلام کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے نماز کے دوران حالت رکوع میں اپنی انگوٹھی خیرات میں دے دی اور اس کی تصدیق مسلسل بارہ آئمہ نے بھی کی۔ یہاں کاچھ شیعہ حوالہ جات دیے جا رہے ہیں

1۔ بحارالانوار از علاّمہ مجلسی

2۔ تفسیر المیزان از علاّمہ طباطبائی

3۔ تفسیر الکشف از علاّمہ محمد جوّاد مغنیہ

4۔ الغدیر از علاّمہ عبدالحسین احمد الامینی

5۔ اثبات الھدی از علاّمہ محمد ابن حسن عاملی

رحلت رسول اللہ کے بعد حضرت عمر ابن خطاب کے کارنامے

آئیے اب ایک مختصر جائزہ لیں کہ حضرت عمر ابن خطاب نے رحلت رسول اللہ کے بعد کیا وطیرہ اپنایا

سنی مورّخ بیان کرتے ہیں:

> جب عمر، فاطمہ (ع) کے گھر کے دروازے کے پاس آئے تو کہنے لگے: اگر آپ نے باہر آکر (ابوبکر کی) بیعت کا عہد نہ دیا تو بخدا میں (اس گھر کو) جلا کر رکھ دوں گا

سنی حوالہ جات:

1۔ تاریخ طبری (عربی) جلد 1 صفحات 1118

2۔ تاریخ ابن اثیر جلد 2 صفحہ 325

3۔ الاستیعاب از ابن عبدالبر جلد 3 صفحہ 975

4۔ تاریخ الخلفاء از ابن قطیبہ جلد 1 صفحہ 20

5۔ الامامہ والسیاستہ از ابن قطیبہ جلد 1 صفحات 19۔20

اور:

> عمر ابن خطاب علی (ع) کے گھر تک آئے طلحہ زبیر اور کچھ مہاجرین بھی گھر میں موجود تھے عمر نے چلاّتے ہوئے کہا: خدا کی قسم یا تو آپ عہد بیعت دینے کے لئے باہر آئیں یا میں اس گھر کو آگ لگا دوں گا زبیر اپنی تلوار نکالے باہر آیا جیسے ہی وہ (کسی چیز سے) ٹکرایا تلوار اس کے ہاتھ سے نکل کر گر گئی چنانچہ وہ لوگ اس پر جھپٹے اور اسے پکڑ لیا

سنی حوالہ:

تاریخ طبری انگریزی طبع جلد 9 صفحات 186۔187

تاریخ طبری کی انگریزی طباعت میں اسی صفحہ (187) پر مترجم نے کچھ یوں لکھا:

اگرچہ وقت کچھ زیادہ واضح طور پر معلوم نہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ علی (ع) اور ان کے ساتھیوں کو سقیفہ کی کاروائی عمل میں آپہنچنے کے بعد معلوم ہوئی اس موقع پر ان کے حامی حضرت فاطمہ (ع) کے گھر میں اکٹھے ہوئے علی (ع) کے دعوی (خلافت) سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مکمل طور پر آگاہ تھے اور ان کے حامیوں کی طرف سے سنگین نتائج سے خوفزدہ تھے چنانچہ انہیں (علی علیہ سلام) کو مسجد میں عہد بیعت کے لئے بلایا علی (ع) نے انکار کر دیا اور (ان کے) گھر کو ان حضرات (ابوبکر و عمر) قیادت میں ایک مسلح گروہ نے گھیر لیا جنھوں نے دھمکی دی کہ اگر علی (ع) اور ان کے حامیوں نے باہر آکر حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے سے انکار کیا تو اسے (گھر کو) آگ لگا دیں گے معاملہ شدید ہوگیا اور فاطمہ (ع) غضبناک ہوئیں

سنی حوالہ جات:

1۔ الانساب الاشراف از البلاذری جلد 1 صفحات 582-586

2۔ تاریخ یعقوبی جلد 2 صفحہ 116

3۔ الامامۃ والسیاسۃ از ابن قطیبہ جلد 1 صفحات 19۔20

ایک مصدّقہ بیان کی سند پر حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضور کی (ص) رحلت کے بعد جب لوگ انکی بیعت کر چکے تو علی (ع) اور زبیر مشاورت کے لئے فاطمہ زہراء (ع) بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر جایا کرتے تھے جب عمر کو اس حقیقت کا علم ہوا تو وہ فاطمہ (ع) کے پاس گئے اور کہا:

اے بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے آپ کے والد سے زیادہ محبت کسی سے نہیں اور نہ ہی مجھے ان کے بعد آپ سے زیادہ کوئی عزیز ہے لیکن میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ لوگ یہاں آپ کے پاس اکٹھے ہوئے تو میری یہ محبت آپ کے گھر کو آگ لگانے سے مانع نہیں ہوگی سنی حوالہ جات:

1۔ تاریخ طبری 11 ھجری کے واقعات میں

2۔ الامامۃ والسیاسۃ از ابن قطیبہ جلد 1 کتاب کے آغاز میں اور صفحات 19۔20 میں

3۔ ازالۃ الخلافۃ از شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی جلد 2 صفحہ 362

4۔ عقد الفرید از ابن عبد ربہ الملک جلد 2 باب سقیفہ

یہ بھی بیان کیا گیا ہے:

حضرت عمر نے فاطمہ (ع) سے کہا (جو اپنے گھر کے دروازے کے پیچھے تھیں): میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں تھا لیکن یہ حقیقت مجھے اپنے فیصلے پر عملدرآمد سے نہیں روکے گی اگر یہ لوگ آپ کے گھر میں ٹھرے رہے تو میں آپ کے سامنے یہ دروازہ جلا دوں گا

سنی حوالہ:

کنزالعمال جلد 3 صفحہ 140

در حقیقت شبلی نعمانی نے بذات خود ان الفاظ میں درج بالا واقع کی تصدیق کی ہے

عمر کے تیز اور تند خو مزاج سے ایسا عمل بعید از قیاس نہیں تھا

سنی حوالہ:

الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 44

بیان کیا گیا ہے کہ:

حضرت ابوبکر نے (اپنے بستر مرگ پر) کہا: کاش میں نے جناب فاطمہ (ع) کے گھر کا تعاقب نہ کیا ہوتا اور ان کو خوفزدہ کرنے کے لئے آدمی نہ بھیجے ہوتے، خواہ ان کے گھر کو پناہ گاہ کے طور پر استعمال کئے جانے کے نتیجے میں جنگ ہی چھڑ جاتی

سنی حوالہ جات:

1۔ تاریخ یعقوبی جلد 2 صفحات 115۔ 116

2۔ انساب الاشراف از البلاذری جلد 1 صفحات 582۔ 586

اگر جناب فاطمہ (ع) تمام خواتین کی سردار ہیں اور پوری امت مسلمہ میں وہی واحد خاتون ہیں جنہیں اللہ تعالی نے پاکیزہ و مطہر رکھا (جیسا کہ اوپر دی گئی بحث میں ثابت ہو چکا) تو ان کی ناراضگی حق پر ہی مبنی ہوگی یہی وجہ ہے کہ:

حضرت ابوبکر نے کہا:

اللہ تعالی مجھے اپنی اور فاطمہ (ع) کی ناراضگی سے بچائے (البخاری میں بھی یہی الفاظ نقل کیے گئے) پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے جب انہوں نے (فاطمہ علیہ سلام) نے کہا، خدا کی قسم میں ہر نماز میں تم پر لعنت کروں گی پھر وہ چلاّتے ہوئے باہر آئے اور کہنے لگے: مجھے تم لوگوں کے عہد بیعت کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے میرے فرائض سے فارغ کر دو

سنی حوالہ:

تاریخ الخلفاء از ابن قطیبہ جلد 1 صفحہ 120

موؔرخین نے درج ذیل نام بیان کئے ہیں جنہوں نے فاطمہ (ع) کے گھر پر حملہ کیا تاکہ ان لوگوں کو منتشر کر سکیں جو وہاں پناہ لیے ہوئے تھے اور حضرت علی (ع) کی بیعت کر چکے تھے:

- عمر ابن الخطاب
- خالد بن ولید
- عبدالرحمن بن عوف
- ثابت ابن شمس
- زیاد ابن لبید
- محمد ابن مسلمہ
- سلما ابن سالم ابن وقاص
- سلما ابن اسلم
- اسید ابن ہزیر
- زید ابن ثابت

محترم سنی محقق ابو محمد عبداللہ ابن مسلم ابن قطیبہ دینوری خلفاء کی تاریخ میں جو الامامۃ والسیاسۃ کے نام سے مشہور ہے میں لکھتے ہیں:

عمر نے لکڑی منگوائی اور گھر میں موجود افراد سے کہا:

> میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ ء قدرت میں میری جان ہے کہ اگر آپ لوگ باہر نہ آئے تو میں اس گھر کو آگ لگا دوں گا کسی نے عمر کو بتایا کہ فاطمہ (ع) بھی گھر کے اندر موجود ہیں عمر نے جواب دیا: مجھے اس سے غرض نہیں کہ گھر میں کون کون موجود ہے

سنی حوالہ:

الامامۃ والسیاسۃ از ابن قطیبہ جلد 1 صفحات 3، 19۔20

ایک اور سنی موءرّخ البلاذری لکھتے ہیں:

> ابوبکر نے علی علیہ سلام سے حمایت چاہی لیکن علی (ع) نے انکار کر دیا پھر عمر ایک جلتی ہوئی مشعل لے کر علی (ع) کے گھر گئے دروازے پر انکا سامنا فاطمہ (ع) سے ہوا جنہوں نے ان سے فرمایا: کیا تم میرے گھر کا دروازہ جلانا چاہتے ہو؟ عمر نے جواب دیا: جی ہاں! کیونکہ یہ عمل اس دین کو تقویت دے گا جو آپ کے والد ہم تک لے کے آئے

سنی حوالہ:

الانساب الاشراف از البلاذری جلد 1 صفحات 582، 586

جوہری نے بھی اپنی کتاب میں لکھا:

عمر اور چند مسلمان فاطمہ (ع) کے گھر گئے تاکہ اسے اور اپنی مخالفت کرنے والے افراد کو جلا سکیں ابن شاہنہ نے یہی جملہ گھر اور اس کے باشندوں کو جلانے کے لئے کے اضافے کے ساتھ تحریر کیا

مزید بیان کیا گیا:

علی اور عباس فاطمہ (ع) کے گھر بیٹھے ہوئے تھے ابوبکر نے عمر سے کہا: جاؤ اور انہیں لے کر آؤ، اگر وہ انکار کریں تو انہیں قتل کر دو عمر گھر کو آگ لگانے کے لئے آگ لے آیا فاطمہ (ع) دروازے کے پاس آگئیں اور کہنے لگیں: اے ابن خطاب! کیا تم میرے اور میرے بچوں کی موجودگی میں میرے گھر کو جلانے آئے ہو؟ عمر نے جواب دیا: جی ہاں! بخدا میں ایسا کروں گا اگر ان لوگوں نے باہر آکر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کی بیعت نہ کی

سنی حوالہ جات:

1۔ عقد الفرید از ابن عبدالرّب حصہ سوئم صفحہ 63

2۔ الغرار از ابن خزابن، زید ابن اسلم سے بیان کیا گیا

امام علی علیہ سلام کے سوا ہر کوئی باہر آگیا انہوں (علی علیہ سلام) نے فرمایا: میں نے قسم کھائی ہے کہ میں قرآن پاک مکمل طور پر اکٹھا کر لینے تک گھر سے باہر نہیں نکلوں گا عمر نے انکار کر دیا لیکن جناب فاطمہ (ع) کی سرزنش سے واپس چلے گئے اور معاملہ آگے بڑھانے کے لئے ابوبکر کو اکسایا اور انہوں نے اپنے غلام قنفض کو کئی مرتبہ بھیجا لیکن ہر دفعہ اسے منفی جواب ملا بالآخر عمر کچھ لوگوں کے ساتھ فاطمہ (ع) کے گھر گئے جب انہوں (فاطمہ) نے ان کی آواز سنی تو بلند آواز سے پکاریں:

اے والد بزرگوار! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے بعد عمر ابن الخطاب اور ابوبکر ابن ابی قحافہ ہمارے ساتھ کس طرح پیش آرہے ہیں اور کیسا سلوک روا رکھے ہوئے ہیں

سنی محققین، احمد ابن عبدالعزیز الجوہری اپنی کتاب سقیفہ میں، ابو ولید محبّ الدّین محمد الشاہنہ الحنفی اپنی کتاب روضۃ المناظر فی اخبار الاوائل والاواخر میں، ابن عبدالحدید اپنی شرح النہجیں اور دوسرے موءرّخین نے اسی قسم کے واقعات قلمبند کر چکے ہیں

نامور سنی موءرّخ ابوالحسن، علی ابن الحسین المسعودی اپنی کتاب اثبات الوصیہ میں تفصیل سے یہ واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انہوں نے علی علیہ سلام کو گھیر لیا، ان کے گھر کا دروازہ جلا دیا اور ان کی مرضی کے خلاف انہیں باہر کھینچ لائے اور زنان

عالمین کی سردار (حضرت فاطمہ علیہ سلام) کو دیوار اور دروازہ کے درمیان اس طرح دبا دیا کہ محسن (جو چھے ماہ سے رحم مادر میں تھے) شہید ہو گئے

ایک اور سنی مفکر صلاح الدین خلیل الصفدی اپنی کتاب وافی الوفیاتمیں انگریزی حرف اے کے تحت، ابراہیم ابن سیار ابن ہانی البصری (جو نظام کے نام سے مشہور ہیں) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

بیعت (عہد دینے) کے دن، عمر نے فاطمہ (ع) کے شکم پر ایسی ضرب لگائی کہ ان کے رحم میں بچہ شہید ہو گیا

ورنہ کیا ضرورت تھی کہ ایک اٹھارہ سالہ نوجوان خاتون چھڑی کے سہارے سے چلنے پر مجبور ہو جاتیں؟ ظلم و جبر کے ناقابل یقین واقعات نے حضرت فاطمہ (ع) کو یہ گریہ کرنے پہ مجبور کر دیا کہ:

1) کہہ دے مٹی کی تہوں کے نیچے غائب ہونے والے سے کہ کاش تو میری آہ زاری و نالہ سنتا

2) میرے اوپر اتنے مصائب پڑے کہ اگر روشن دنوں پر پڑتے تو وہ سیاہ راتوں میں بدل جاتے

3) میں محمد (ص) کے سایہ میں محفوظ تھی میں کسی ظلم اور ظالم سے نہیں ڈرتی تھی وہ میری مظبوط ڈھال تھے

4) اب میں ہر ایک ذلیل کی منت سماجت کرتی ہوں اور اپنے ظالم سے ڈرتی ہوں اس کے ظلم کو اپنی ردا سے دفع کرنے کی کوشش کرتی ہوں

5) پس جب رات کو قمری درخت کی شاخ پر اندوہگین ہو کر نالے کرتی ہے تو میں بھی اس کے ساتھ صبح تک نالے کرتی ہوں

6) میں نے تمہارے بعد غم و حزن کو اپنا مونس بنا لیا ہے اور آنکھوں سے جو آنسوؤں کی لڑی جھڑتی ہے وہ میری تلوار ہے

7) احمد (ص) کی قبر کی مٹی سونگھنا فرض ہو گیا ہے کیونکہ میں اگر اسے نہ سونگھوں تو ہلاک جاؤں

حوالہ:

مناقب ابن شہر آشوب المجلد الاولے، صفحہ 130۔131

آپ علیہ سلام بستر تک محدود ہو گئیں حتیٰ کہ ان مصائب اور شدائد کی وجہ سے شہادت آپ (ع) کا مقدّر بنی جب کہ آپ (ع) کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی

ان (فاطمہ علیہ سلام) کے آخری ایام میں جب حضرت ابو بکر و عمر، امام علی علیہ سلام کا وسیلہ ڈھونڈتے ہوئے بیمار فاطمہ علیہ سلام کی عیادت کے لئے گئے تو جیسا کہ ابن قطیبہ نے تحریر کیا:

جناب فاطمہ (ع) نے ان کے سلام کرنے پر اپنا منہ دیوار کی طرف موڑ لیا اور ان کی معافی کی درخواست کے جواب میں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث یاد دلائی کہ جس نے فاطمہ علیہ سلام کو ناراض کیا اس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراض کیا اور بالآخر فرمایا: میں اللہ اور اس کے فرشتوں کو گواہ بناتی ہوں کہ تم نے مجھے راضی نہیں کیا، بلکہ تم نے مجھے ناراض کیا جب میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملوں گی تو تم دونوں کی شکایت کروں گی

سنی حوالہ:

الامامۃ والسیاسۃ از ابن قطیبہ جلد 1 صفحہ 14

اسی وجہ سے ان (فاطمہ علیہ سلام) کی وصیت تھی کہ انہیں اذیت پہنچانے والے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوں اور انہیں رات کی تاریکی میں دفن کیا جائے بخاری نے اپنی صحیح میں تصدیق کی کہ امام علی علیہ سلام نے جناب فاطمہ (ع) کی وصیت پر عمل کیا حضرت عائشہ بنت ابوبکر کی سند پر بخاری نے بیان کیا:

> ۔۔۔۔۔۔۔فاطمہ (ع) ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور ان سے قطع تعلقی اختیار کی اور آخری وقت تک ان سے کلام نہ کیا حضور (ص) کی رحلت کے بعد وہ چھے ماہ تک زندہ رہیں جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے شوہر علی علیہ سلام نے ابوبکر کو اطلاع کئے بغیر رات کے ہی وقت انہیں دفن کیا اور خود ہی ان کی نماز جنازہ ادا کی

سنی حوالہ:

صحیح البخاری، باب جنگ خیبر، عربی۔ انگریزی جلد 5 روایت نمبر 546، صفحات 381۔383، جلد 4 روایت نمبر 325 میں بھی بیان کیا گیا

یہ لوگ کسی نہ کسی طرح ان (فاطمہ علیہ سلام) کی قبر مطہر کو تلاش کرنے کوشش کرتے رہے لیکن ناکام رہے اس کا حقیقی علم امام علی علیہ سلام کے گھرانے کے چند افراد کو ہی تھا اور آج تک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کی قبر گمنام ہے جو کچھ صحابہ سے ان کی ناراضگی کا ایک اور ثبوت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا فرمایا:

> فاطمہ (ع) میرا ہی ایک جزو (حصہ) ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا

سنی حوالہ جات:

صحیح البخاری، عربی۔انگریزی، جلد 5 روایت نمبر 61 اور 111 ۔ صحیح مسلم حصہ اوصاف فاطمہ جلد 4 صفحات 1904۔5

البخاری اور مسلم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصدیق کی کہ فاطمہ (ع) دنیا کی تمام عورتوں سے افضل ہیں:

صحیح البخاری حدیث: 4۔ 819

حضرت عائشہ بنت ابوبکر نے بیان کیا:

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ (ع) سے کہا (جو اپنے والد بزرگوار کے بستر مرگ پر رو رہی تھیں): کیا تم اس

بات پر راضی نہیں کہ تم تمام مومنات اور جنت کی تمام خواتین کی سردار ہو؟

اللہ تعالی فرماتا ہے:

(اے پیغمبر) ان (لوگوں) سے کہہ دیجیئے! میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو

(القرآن ۔ 42:23)

مزید ارشاد فرمایا:

(اے پیغمبر) (لوگوں سے) کہہ دیجیئے! میں تم سے جو اجرت (اجر رسالت) کے طور پر مانگتا ہوں، وہ تمہاری ہی بہتری کے لئے ہے

(القرآن ۔ 34:47)

درج بالا دو آیات قرآنی واضح طور پر نشاندہی کرتی ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کے حکم سے واجب کے طور پر، اپنے قرابتداروں سے محبت کرنے کی نصیحت کی ہے مزید یہ کہ ان سے محبت خود ہمارے ہی مفاد میں ہے کیونکہ سچی محبت کا تقاضا ہے کہ ہم ان پاک و پاکیزہ اھل البیت (ع) کی پیروی اور اطاعت کریں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی سنت کے حامل ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کو بمشکل ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ مخلص صحابی ہونے کا دعوی کرنے والے افراد نے ان کے خاندان پر اذیتیں ڈھانا شروع کر دیں کیا اللہ تعالی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اھل البیت (ع) سے ایسی ہی محبت کا حکم دیا تھا؟
ان لوگوں نے مخالفت کو کچل دینے کے لئے اھل البیت (ع) کے تمام مالی وسائل کو بھی ختم کر دیا صحیح البخاری میں حضرت عائشہ سے یہ روایت ملتی ہے:

فاطمہ بنت رسول اللہ (ص) نے ابوبکر کے پاس (ان کی خلافت کے دوران) کسی کو بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھوڑی ہوئی وراثت [جو اللہ نے مدینہ میں انہیں فئ (بغیر جنگ و جدال کے حاصل ہونے والا مال) کے طور پر عطا کی تھی]، خیبر کی فئ سے بچنے والے خمس اور فدک کا مطالبہ کیا۔۔۔۔ لیکن ابوبکر نے اس میں سے کچھ بھی فاطمہ (ع) کو دینے سے انکار کر دیا چنانچہ وہ ابوبکر پر غضبناک ہوئیں، ان سے قطع تعلقی کی اور اپنے انتقال تک ان سے کلام نہ کیا وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے شوہر علی علیہ سلام نے ابوبکر کو اطلاع کئے بغیر انہیں رات کے وقت ہی دفنا دیا اور نماز جنازہ بھی خود ہی ادا کی

سنی حوالہ جات:

صحیح البخاری، باب غزوہ ء خیبر، عربی۔ انگریزی، جلد5، روایت نمبر546 صفحات 381۔383 اور جلد4 روایت نمبر325

اب یا تو فاطمہ (ع) کا مطالبہ جھوٹا تھا یا حضرت ابوبکر نے ان کے ساتھ ناانصافی برتی اگر وہ (فاطمہ علیہ سلام) غلط تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس فرمان کی حق دار نہیں ہیں کہ فاطمہ (ع) میرا ہی ایک جزو ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا یہ حدیث بذات خود ان کی عصمت کی واضح دلیل ہے قرآن پاک کی آیۂ تطہیر (آیہ 33:33) ان کی معصومیت کا ایک اور ثبوت ہے جیسا کہ خود حضرت عائشہ تصدیق کر چکی ہیں (صحیح مسلم، طبع 1980، عربی، جلد4 صفحہ 1883، روایت نمبر61 دیکھیئے)

اب کسی بھی ذی شعور انسان کے لئے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ان (فاطمہ علیہ سلام) کے ساتھ نا انصافی ہوئی عمر نے باآسانی انہیں جھوٹا گردان لیا اور ان کا گھر جلانے پر تیار ہو گیا اگر گھر میں موجود افراد ابوبکر کے حق میں رائے دینے سے انکار کر دیتے

چنانچہ صحیح البخاری اور صحیح المسلم کی درج بالا روایات کا منطقی نتیجہ یہی ہے کہ فاطمہ (ع) کے ساتھ ناانصافی ہوئی اور وہ ابوبکر اور عمر پر غضبناک ہوئیں جس سے اللہ تعالی اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان پر غضبناک ہوئے جیسا کہ صحیح البخاری میں درج روایات ظاہر کرتی ہیں

ان میں سے کچھ ابوسفیان، اس کے بیٹے معاویہ اور اس کے پوتے یزید جیسے منافق بھی شامل تھے. جو بدقماشی، بدکرداری اور غیر اخلاقی جرائم میں سب سے سبقت لے گئے ان کے اور ان کے گھٹیا سرپرستوں کے کارناموں پر ہزاروں صفحات لکھے جا سکتے ہیں لیکن ہم اپنی اصل بحث کو جاری رکھنے کی غرض سے یہاں مختصر جائزہ پر ہی اکتفاء کریں گے جب یزید اس وقت کے مسلمانوں کی اکثریت اھل السنت والجماعت کا خلیفہ بن گیا (یاد رہے کہ شیعہ ہمیشہ سے لے کر اب تک اقلیت میں رہے، بہت سخت سزائیں جھیلتے رہے اور حتی کہ کافر تک کہلوائے جاتے رہے) تو کہنے لگا:

ہاشمیوں نے تخت (حکمرانی) حاصل کرنے کے لئے کھیل رچایا درحقیقت نہ تو کوئی وحی نازل ہوئی اور نہ ہی کوئی سچا پیغام تھا

سنی حوالہ جات:

تاریخ الطبری، عربی 13، صفحہ 2174

تذکرۃ الخواص، سبط ابن الجوزی الحنفی، صفحہ 261

ہاشمی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبیلہ کا نام ہے اور یہ شعر ارادتاً یہ تاثر دینے کے لئے کہا گیا کہ پیغمبر اکرم (ص) سچے پیغمبر نہیں بلکہ معاذاللہ جھوٹے تھے تخت (حکمرانی) ایک تلمیح ہے جو مکہ اور گردونواح کے پورے علاقے کے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لینے کو ظاہر کرتی ہے اس کا مطلب تھا کہ ہاشمی قبیلے نے اسلام کے پیغام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منتخب شدہ پیغمبر ظاہر کر کے پورے علاقے کو اپنے زیر سرپرستی کر لیا! یہ ہے یزید کا نظریہ اللہ، اسلام اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں۔

اس کا باپ معاویہ اور دادا ابوسفیان بھی کچھ اس سے بہتر نہیں تھے حضرت عثمان کے دور حکمرانی کی ابتداء میں جب امویوں نے نمایاں

عہدے سنبھال لئے تو ابو سفیان نے کہا:

اے اولاد امیہ! اب چونکہ یہ سلطنت تمہیں مل چکی ہے تو اس کے ساتھ اس طرح کھیلو جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں اور اسے اپنے قبیلے میں ہی ایک سے دوسرے تک منتقل کرتے رہو کچھ یقین نہیں کہ جنت اور جہنم کا وجود ہے یا نہیں لیکن یہ سلطنت بہر صورت اک حقیقت ہے

سنی حوالہ جات:

1۔ الاستیعاب از ابن عبد البر جلد 4 صفحہ 1679

2۔ شرح ابن الحدید، جلد 9، صفحہ 53 جس میں آخری جملہ یوں لکھا گیا ہے: اسی کے نام سے جس کی قسم ابو سفیان کھاتا ہے، نہ تو کوئی سزا ہے اور نہ کوئی حساب کتاب، نہ باغات نہ آگ، نہ روز جزا و سزا نہ قیامت!

پھر ابو سفیان احد کی طرف گیا اور حمزہ (حضور کے چچا جو جنگ احد میں ابو سفیان سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے) کی قبر پر ٹھوکر مارتے ہوئے کہا:

اے ابو یعلی! جس سلطنت کی خاطر تم نے ہم سے جنگ کی، بالآخر ہم تک آپہنچی

سنی حوالہ:

شرح ابن ابی الحدید، جلد 16، صفحہ 136

آیئے اب دیکھیں اس کے اور جگر خوارہ ہندہ کے بیٹے، بیسیوں مسلمان صحابہ جن میں امام حسن المجتبی علیہ سلام (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے) بھی شامل ہیں، کے قاتل معاویہ نے خلافت سنبھالتے ہوئے کیا کہا:

میں تم سے نماز، روزہ اور زکو کے لئے جنگ نہیں کرتا بلکہ تمہارا رہبر بننے اور تم پر اختیار سنبھالنے کے لئے کرتا ہوں

یہ (بہت سی دوسری علامتوں میں سے) ایک واضح علامت ہے اس حقیقت کی معاویہ کو نہ تو اسلام کے اصولوں سے کوئی سروکار تھا اور نہ اللہ تعالی کے احکامات سے، بلکہ اس کی جنگ کا محرک سیاسی مفادات اور پورے علاقے کا اختیار اور خلافت سنبھالنے پر مبنی تھا لہذا اس میں بھی کوئی حیرت نہیں اگر معاویہ جیسے شخص نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ علیہ سلام کے عظیم بیٹے امام حسن علیہ سلام کو زہر دلوا کر شہید کروا دیا

سنی حوالہ جات:

1۔ تذکرۃ الخواص، سبط ابن الجوزی الحنفی، صفحات 191 ۔ 194

2۔ ابن عبد البر، اپنی سیر میں لکھتے ہیں

3۔ ابو نعیم ۔ السدی اور الشعبی جیسے راویان نے بھی بیان کیا

پھر معاویہ کے بیٹے یزید نے عراق کے صحرائے کربلا میں امام الحسین علیہ سلام کو بے دردی سے شہید کروا دیا اور حکم دیا کہ امام الحسین علیہ سلام کا سر اقدس نیزہ پر بلند کیا جائے اور شہروں میں لوگوں کے سامنے اس کی نمائش کی جائے خدا تعالی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے خاندان کا انتقام لے! خداتعالی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کا انتقام لے! خداتعالی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کا انتقام لے!

اور اگر تم پھیر لوگے تو وہ تمہارے بدلے دوسری قوم لے آئے گا جو (قوم) تمہاری طرح نہ ہوگی (القرآن ۔ 47:38)

خدا کی قسم! یہ مجرم اور ان کا کذب بے نقاب ہوگا، سچائی کا دور دورہ ہوگا اور ان کی بے راہ روی پر نور خدا کا غلبہ ہوگا لوگ شکایت کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ شیعہ مکتبہ ء فکر کیسے وجود میں آیا اور یہ لوگ (شیعہ) کیوں ماتم کرتے ہیں اور کیوں احتجاج کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔۔۔انہیں جان لینا چاہیئے کہ شیعہ مکتبہ ء فکر کا وجود اور ان کی طرف سے بغاوت آپ کی باغیانہ غیر اسلامی حکمرانی، من گھڑت سنت، اور بے پناہ تشدّد کا نتیجہ ہے یہ کوئی غیر فطری بات نہیں ہم قرآن پاک میں ایسے ظالم لوگوں اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں یہ تنبیہ پڑھتے ہیں:

اور محمد (ص) تو صرف ایک رسول ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم الٹے پیروں پلٹ جاؤ گے؟ اگر کوئی ایسا کرے گا تو خدا کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور خدا تو عنقریب شکر گزاروں کو ان کی جزا دے گا (القرآن ۔ 3:144)

اللہ تعالی نے آپ کو بار بار خبردار کیا لیکن پھر بھی آپ نے کوئی توجہ نہ دی اور گناہ، ہوس، دولت، قبائلی دشمنی اور تکبر کا وطیرہ جاری رکھا قرآن پاک میں ان تنبیہات کا پہلے سے موجود ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں جو ایک پیغام ہیں ان لوگوں کے لئے جو دل و دماغ میں نفاق پالتے رہے یہ آئندہ نسلوں میں سے ان لوگوں کے لئے بھی ایک روشن ھدایت ہیں جو حق اور حق والوں کے متلاشی ہوں یہی آیات مومنین کو اسلامی تاریخ پہ بار بار تحقیق وتلاش کی طرف راغب کرتی ہیں؛ ایک ایسی تاریخ جو اھل البیت علیہم السلام کے معصوم پیروکاروں کے خون سے داغ دار ہے؛ شہداء کا وہ مقدّس خون جو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا

وہ سب جو اوپر کہا جا چکا، اچنبھے کی بات نہیں کیونکہ توہین آمیز سلوک، گالیاں، سزائیں اور ظلم وتشدّد صرف آل وخاندان نبی (ص) کا ہی مقدّر نہیں بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی زندگی میں ہی کچھ بہت قریبی اصحاب نے ظالمانہ روش اختیار کی باوثوق سنّی روایات تصدیق کرتی ہیں کہ کچھ اصحاب ایسے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کیا کرتے تھے اور مختلف مواقع پر ان سے جھگڑا کھڑا کر لیتے تھے

۔ جنگ بدر کے قیدیوں کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدیہ کی ادائیگی کے بدلے ان کی رہائی کا حکم دیا جبکہ ان اصحاب نے مخالفت کی

۔ جنگ تبوک میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود انہی (صحابہ) کی زندگیاں بچانے کے لئے اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا، اور انہیں لوگوں نے مخالفت شروع کر دی

۔ معاہدہ ء حدیبیہ میں حضور (ص) اہل مکہ سے صلح کرنا چاہتے تھے اور ایک مدتبہ پھر انہیں صحابہ نے مخالفت کی حتی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت پر شک کرنے لگے

۔ جنگ حنین نے ان لوگوں نے مال غنیمت کی تقسیم کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ناانصافی کا الزام لگایا

۔پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ بن زید کو اسلامی فوج کا سربراہ مقرّر کیا لیکن ان صحابہ نے حکم کی تعمیل میں نافرمانی کی
۔ پھر وہ دردانگیز جمعرات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت تحریر فرمانا چاہتے تھے اور انہی اصحاب نے آپ پر ہضیان بولنے کا الزام لگایا اور انہیں ایسا کرنے سے روک دیا

اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے واقعات ہیں جو ہمیں صحیح البخاری میں بھی ملتے ہیں

صحیح مسلم میں روایت ملتی ہے:

ابن عباس نے کہا: جمعرات! اور وہ جمعرات کتنی دردبھری تھی! پھر ابن عباس اس قدر شدّت سے روئے کہ ان کے آنسو رخساروں تک بہہ نکلے پھر انہوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایک چپٹی ہڈّی یا ایک کپڑا اور سیاہی لا دو تاکہ میں ایک ایسا بیان لکھ دوں جو تم لوگوں کو میرے بعد بھٹکنے سے بچائے گا ان لوگوں نے کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہضیان (بدحواسی میں) بول رہے ہیں

سنی حوالہ:

صحیح مسلم، باب کتاب الوصیہ، حصہ باب الترک الوصیہ، طبع 1980، عربی مطبوعہ (سعودی عرب)، جلد 3، صفحہ 1259، روایت نمبر 1637/21

صحیح بخاری اور مسلم میں عمر کے کردار پر یوں روشنی ڈالی گئی ہے:

صحیح البخاری احادیث: 9۔468 اور 7۔573

ابن عباس نے بیان کیا:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کا وقت آیا تو آپ (ص) کے گھر میں کچھ افراد تھے جن میں عمر ابن خطاب بھی تھے حضور (ص) نے فرمایا: آؤ! میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے عمر نے کہا: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید بیمار ہیں اور ہمارے پاس قرآن موجود ہے چنانچہ اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے گھر میں موجود افراد نے اختلاف کیا اور تنازعہ پیدا ہوگیا ان میں سے کچھ نے کہا: ادھر آؤ! تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم نہیں بھٹکوگے جبکہ دوسروں نے عمر کی تائید کی جب ان کا شور بہت بڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جھگڑنے لگے تو آپ (ص) نے فرمایا: چلے جاؤ اور مجھے چھوڑ دو ابن عباس کہا کرتے تھے، یہ ایک بڑی آفت تھی کہ ان کے جھگڑے اور شور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے لئے ایک تحریر لکھنے سے روک دیا

درج بالا روایت صحیح مسلم، باب کتاب الوصیہ، حصہ باب الترک الوصیہ، طبع 1980، عربی مطبوعہ (سعودی عرب)، جلد 3، صفحہ 1259، روایت نمبر 1637/22 پر بھی دیکھی جا سکتی ہے

جیسا کہ آپ اوپر دی گئی روایات میں دیکھ سکتے ہیں کہ صحابہ میں سے ایک گروہ، جس کے سردار حضرت عمر تھے، نے حضور پر بدحواسی میں

بولنے کا الزام لگایا درج بالا روایت میں ابن عباس نے بتایا کہ حضرت عمر اور ان کے ساتھیوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصیت لکھنے سے روک دیا جو ان کے بعد لوگوں کو گمراہی سے بچا سکتی تھی چنانچہ اوپر دی گئی روایت سے ظاہر ہے کہ یہ تحریر نہ لکھی جا سکی ہم صحیح بخاری میں درج ایک اور روایت میں کم وبیش یہی پڑھتے ہیں:

صحیح البخاری حدیث: 5۔716

ابن عباس نے بیان کیا:

جمعرات! اور وہ جمعرات کتنی دردانگیز تھی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری شدّت اختیار کر گئی (جمعرات کے دن) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے کوئی چیز لا کر دو تاکہ میں تمہیں ایک ایسی چیز لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے (وہاں موجود) لوگ اس سلسلے میں جھگڑنے لگے اور پیغمبر اکرم (ص) کے سامنے یوں جھگڑنا درست نہ تھا انہوں نے کہا، انہیں کیا ہوا ہے؟ (تمہارا کیا خیال ہے) کیا حضور بدحواسی (ھضیان) میں بول رہے ہیں؟

ایسی ہی روایات کے لئے مزید سنّی حوالہ جات دیکھئے:

1۔ صحیح البخاری:

باب کتاب العلم

باب کتاب الطب

باب کتاب الاعتصام بالکتاب والسنت

2۔ مسند احمد ابن حنبل، جلد 1 صفحات 232، 239، 324ف، 336، 335

اور بہت سے دیگر۔۔۔۔۔۔

درحقیقت وہاں موجود زیادہ تر لوگ بشمول حضرت عمر ابن خطاب حضور (ص) کا ارادہ سمجھ گئے تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اس معاملے کی نشاندہی کر چکے تھے جیساکہ فرمایا تھا: میں تمہارے لئے دو قیمتی علامتیں چھوڑے جا رہا ہوں کتاب اللہ اور میری عترت جو میرے اھل البیت (ع) ہیں اگر تم ان کی پیروی کروگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے (صحیح الترمذی؛ صحیح مسلم میں بھی ایسی ہی روایت ملتی ہے) اور یہ حضرات غدیر خم میں موجود تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا اس کے علی مولا (دیکھئے؛ صحیح الترمذی، سنن ابن ماجہ، مسند احمد ابن حنبل، المستدرک از الحکیم، خصائص از النسائی) چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیماری کے دوران کہا کہ: آؤ میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہوگے تو بشمول حضرت عمر وہاں موجود لوگ فوری طور پر سمجھ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی بات دہرانا چاہتے ہیں جو پہلے بھی فرما چکے مگر اس مرتبہ تحریری صورت میں۔ یہاں چند آیات قرآنی بیان کرنا ضروری ہیں اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے:

اے ایمان والو! خبردار اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرنا۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ

ہو(القرآن ۔ 49:2)
اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا:
اور وہ اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں کرتا ہے (اس کا کلام) وحی ہے جو نازل ہوتی رہتی ہے (القرآن ۔ 53:3،4)
پھر ارشاد فرمایا:
۔ ۔ ۔ اور جو کچھ بھی رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے رک جاؤ(القرآن ۔ 59:7)
ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:
پس آپ کے پروردگار کی قسم کہ یہ ہرگز صاحب ایمان نہ بن سکیں گے جب تک آپ کو اپنے اختلافات میں حاکم (فیصلہ کرنے والا) نہ بنا لیں اور پھر جب آپ فیصلہ کر دیں تو اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی محسوس نہ کریں اور آپ کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں(القرآن ۔ 4:65)

چنانچہ ایسے عظیم المرتبت پیغمبر(ص) اپنی وفات سے تین دن پہلے اپنی امت کو گمراہی سے بچانے کے لئے جب وصیت نامہ تحریر کرنا چاہتے ہیں تو ان پر بدحواسی میں بولنے کا الزام لگا دیا جاتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر اپنا مطالبہ نہیں دہرایا تو اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ کے صحابہ پہلے ہی آپ پر بدحواسی کا الزام لگا کر آپ کی توہین کر چکے تھے چنانچہ اگر آپ کچھ کہتے بھی، تو یہ لوگ کوئی اہمیت نہ دیتے اور یہی کہتے کہ آپ بدحواسی میں یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں (معاذاللہ) لہذا حضرت عمر نے بات آسان کر دی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بدحواسی کا الزام لگا کر بات ختم کر دی

چند سنی روایات یہ تاثر دیتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تذبذب میں رہے اور فیصلہ نہ کر سکے کہ کس شخص کو اپنا جانشین مقرر کریں چنانچہ یہ فیصلہ لوگوں پر چھوڑ دیا کچھ حضرات تو یہاں تک دعوی کرتے ہیں کہ حضور (ص) حضرت ابوبکر کو مقرر کرنا چاہتے تھے لیکن آپ نے اسے لوگوں کی مرضی پر ہی چھوڑ دیا

اگر حضرت عمر نے ایسی کوئی بات (کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر کو اپنا خلیفہ / جانشین مقرر کرنا چاہتے ہیں) سن رکھی ہوتی تو وہ حضور کو وصیت تحریر فرمانے سے کبھی نہ روکتے اور کبھی آپ پر بدحواسی کا الزام نہ لگاتے بلکہ وہ تو مصر ہوتے کہ حضور(ص) وصیت تحریر فرمائیں اور حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت ابوبکر کی خفیہ نامزدگی کے سب سے بڑے حامی عمر تھے

لہذا اگر حضرت عمر نے ایسی کوئی روایت (کہ حضور(ص) حضرت ابوبکر کی نامزدگی کا رجحان رکھتے ہیں) نہیں سنی تھی تو غالب امکان ہے کہ یہ روایت بعد میں گھڑلی گئیں

مزید برآں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین کے طور پر علی ابن ابی طالب علیہ سلام کی نامزدگی سے متعلق بہت سی سنی روایات سے متصادم ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ایک کثیر تعداد میں ایسی من گھڑت احادیث پائی جاتی ہیں جو بہت سے معاوضہ خور علماء نے

حکمرانوں کی حمایت اور ان کے کارناموں کے جواز بنانے کے لئے خود تخلیق کیں
ہم چاہیں گے کہ یہاں اس سانحہ کی اہمیت اور سنگینی کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروائیں:
1۔ غور کیجئے کہ کوئی بھی شخص اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جب اپنی وصیت تحریر کرنا چاہتا ہے تو اپنی اہم ترین خواہشات کا ہی اظہار کرتا ہے

2۔ اس ہستی کی عظمت و اہمیت پہ غور کیجئے جو وصیت تحریر کرنے کی خواہشمند ہے جو اللہ کے آخری پیغمبر (ص) اور افضل ترین انسان ہیں دنیا بھر میں کوئی انسان ان سے زیادہ اپنی قوم کا خیر خواہ نہیں تھا وہ انسان جن کی غیر مشروط پیروی کا حکم اللہ تعالی نے ہمیں دیا
3۔ غور کیجئے، اوپر درج شدہ روایات کے مطابق، پیغمبر اکرم (ص) نے بتایا کہ یہ تحریر/ وصیت مسلمانوں کی تقدیر میں ریڑھ کی ہڈّی کی حیثیت رکھے گی وہ کبھی گمراہ نہیں ہوں گے اگر اس پر عمل پیرا رہے
ایسے نازک لمحات میں مخلص صحابی ہونے کا دعوی کرنے والے افراد نے انہیں (پیغمبر اکرم (ص) کو) روک دیا اور ان کی توہین کی یہی اصحاب پوری تاریخ اور آنے والی نسلوں میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے ذمے دار ہیں

صحیح البخاری حدیث: 8۔584

انس نے روایت بیان کی:
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میرے کچھ اصحاب میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے اور جب میں انہیں پہچان لوں گا تو وہ مجھ سے دور لے جائے جائیں گے جس پر میں کہوں گا، میرے اصحاب! پھر (مجھے) کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا بدعتیں پیدا کیں
(صحیح مسلم، حصہ 15، صفحات 53۔54 پر بھی موجود ہے)

صحیح البخاری حدیث: 8۔ 585

ابو حازم نے سہل ابن سعد سے نقل کیا:
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں حوض کوثر پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں اور جو بھی وہاں سے گزرے گا وہ اس سے سیراب ہو گا اور جو اس سے سیراب ہو گا وہ کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے لیکن میرے اور ان کے درمیان ایک رکاوٹ حائل کر دی جائے گی ابو حازم نے مزید کہا: نعمان بن ابی عیاش نے یہ سن کر مجھ سے پوچھا: کیا تم نے یہ سہل سے سنا؟ میں نے جواب دیا، ہاں! اس نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید الخدری کو یہی کہتے ہوئے سنا اس اضافے کے ساتھ کہ پیغمبر اکرم (ص) نے مزید فرمایا: میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں پھر (مجھے) کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا بدعتیں پیدا کیں اس پر میں کہوں گا، دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ (میری رحمت سے)، وہ سب جو میرے پیچھے آئے ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، روز جزا کے دن اصحاب کا ایک گروہ میرے پاس آئے گا لیکن حوض کوثر سے

ہٹا دیا جائے گا میں کہوں گا، اے مالک (یہ تو) میرے اصحاب ہیں، جواب ملے گا آپ نہیں جانتے آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا بدعتیں پیدا کیں یہ حق سے منہ موڑ گئے

صحیح البخاری حدیث: 8۔586

میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے اور انہیں اس سے دور ہٹا دیا جائے گا میں کہوں گا اے مالک، میرے اصحاب! کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیسی بدعتیں پیدا کیں یہ حق سے منہ موڑ گئے

(صحیح مسلم حصہ 10 صفحہ 64 اور 59 پر بھی دیکھئے)

صحیح البخاری حدیث: 8۔587

ابوہریرہ نے بیان کیا: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کہ میں سو رہا تھا (میرے پیروکاروں کا) ایک گروہ میرے پاس لایا گیا اور جب میں نے انہیں پہچان لیا کوئی (فرشتہ) مجھ اور ان (ہم) میں سے نکل کر آیا اور (ان سے) کہنے لگا، ادھر آؤ! میں نے پوچھا، کہاں؟ اس نے جواب دیا، (دوزخ کی) آگ کی طرف، بخدا! میں نے پوچھا، ان کا جرم کیا ہے؟ اس نے بتایا، یہ آپ کے بعد حق سے منہ موڑ گئے پھر دیکھا (ایک اور) گروہ (میرے پیروکاروں کا) میرے قریب لایا گیا اور جب میں نے انہیں پہچانا کوئی (فرشتہ) مجھ اور ان (ہم) میں سے نکل کر آیا اور (ان سے) کہنے لگا، ادھر آؤ! میں نے پوچھا، کہاں؟ اس نے جواب دیا، (دوزخ کی) آگ کی طرف، بخدا! میں نے پوچھا، ان کا جرم کیا ہے؟ اس نے بتایا، انہوں نے آپ کے بعد حق سے انحراف کیا چنانچہ میں نے ان میں سے کسی کو بچتے نہیں دیکھا سوائے ان چند لوگوں کے جو کسی گڈریے کے بغیر اونٹوں کی طرح تھے

صحیح البخاری حدیث: 8۔592

اسماء بنت ابوبکر نے بیان کیا:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں حوض کوثر پر کھڑا ہوں گا تاکہ دیکھ سکوں کہ تم میں سے کون مجھ تک پہنچ پاتا ہے، اور کچھ لوگ مجھ سے دور لے جائے جائیں گے میں کہوں گا، اے مالک! (یہ لوگ) مجھ سے اور میرے پیروکاروں میں سے ہیں پھر یہ کہا جائے گا، کیا تم نے غور کیا کہ ان لوگوں نے تمہارے بعد کیا کیا؟ بخدا یہ حق سے منہ موڑ گئے حدیث نقل کرنے والے ابن ابی ملائکہ نے کہا، اے اللہ ہم حق سے منہ موڑنے اور دین کے معاملے میں آزمائے جانے سے تیری پناہ چاہتے ہیں

صحیح البخاری حدیث: 9۔172

اسماء نے بیان کیا:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں حوض کوثر پر کھڑا ہوں گا اور اپنے پاس پہنچنے والوں کا انتظار کروں گا پھر کچھ لوگ مجھ سے دور لے جائے جائیں گے میں کہوں گا، اے مالک! (یہ لوگ) میرے پیروکار! پھر یہ کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ بخدا یہ حق سے منہ موڑ گئے (ابن ابی ملائکہ نے کہا، اے اللہ ہم حق سے منہ موڑنے اور دین کے معاملے میں آزمائے جانے سے

تیری پناہ چاہتے ہیں

صحیح البخاری حدیث: 9۔173

عبداللہ نے بیان کیا:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں حوض کوثر پر تم سب سے پہلے پہنچنے والا ہوں اور تم میں سے کچھ لوگ میرے پاس لائے جائیں گے اور جب میں انہیں کچھ پانی دینے کی کوشش کروں گا انہیں جبراً مجھ سے دور کھینچ لیا جائے گا جس پر میں کہوں گا اے مالک، میرے اصحاب! پھر اللہ تعالی فرمائے گا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا، انہوں نے آپ کے بعد دین میں نئی چیزیں متعارف کروائیں

صحیح البخاری حدیث: 9۔174

سہل ابن سعد نے بیان کیا:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں حوض کوثر پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں اور جو بھی وہاں سے گزرے گا وہ اس سے سیراب ہو گا اور جو اس سے سیراب ہو گا وہ کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے لیکن میرے اور ان کے درمیان ایک رکاوٹ حائل کر دی جائے گیابو سعید الخدری نے اس بات کا اضافہ کیا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے مزید فرمایا: میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں پھر (مجھے) کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا بدعتیں پیدا کیں اس پر میں کہوں گا، دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ (میری رحمت سے)، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا: میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں پھر (مجھے) کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا بدعتیں پیدا کیں اس پر میں کہوں گا، دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ (میری رحمت سے)، وہ سب جو میرے بعد بدل گئے

صحیح البخاری حدیث: 8۔434

عقبہ بن امیر نے بیان کیا:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور (جنگ) احد کے شہیدوں کی نماز جنازہ ادا کی، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا، میں تمہارا پیش رو ہوں اور تم پر گواہ ہوں گا خدا کی قسم! گویا میں اپنے حوض (الکوثر) کی طرف دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں بخدا مجھے یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد تم مشرک ہو جاؤ گے بلکہ ڈر یہ ہے کہ تم اس (اس دنیا کی خوشیوں اور خزانوں کی خاطر) مقابلہ آرائیاں شروع کر دو گے

صحیح البخاری حدیث: 3۔555

ابوہریرہ نے بیان کیا:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ ء قدرت میں میری جان ہے میں روز جزا اپنے (مقدّس) حوض سے کچھ لوگوں کو اس طرح ہٹا دوں گا جیسے پرائے اونٹوں کو ذاتی کھرلی (چارہ کھلانے کی جگہ) سے ہٹا دیا جاتا ہے

صحیح البخاری حدیث: 4۔ 375

انس بن مالک نے بیان کیا،

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا: تم میرے بعد بڑی خودغرضی دیکھو گے تب اس پر صبر کرنا حتیٰ کہ اللہ اور اس کے رسول سے حوض کوثر (جنت میں ایک حوض) پر جا ملو (انس نے اضافہ کیا) لیکن ہم صابر نہ رہے

صحیح البخاری حدیث: 5۔488

المسیب نے بیان کیا:

میں البراء بن عاذب سے ملا اور اسے کہا، خدا تمہیں خوشحالیاں عطا کرے تم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور درخت کے نیچے (حدیبیہ کا) عہد بیعت دیا اس پر البراء نے کہا، اے میرے بھتیجے! تم نہیں جانتے ہم نے ان کے بعد (یعنی ان کی رحلت کے بعد) کیا کیا

درج بالا احادیث، بغیر کسی شک و شبہ کے، نشاندہی کرتی ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخوبی آگاہ تھے کہ ان کے چند اصحاب ان کے بعد بدل جائیں گے اور واصل جہنم ہوں گے یہ بھی ایک وجہ ہے جو شیعہ عقیدے کو تقویت بخشتی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لازمی طور پر امت کے معاملات کسی خاص جانشین کے حوالے کئے ہوں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ایسا جانشین جو دین کو تہہ و بالا نہ ہونے دے اور ثابت قدم رہے حتیٰ کہ اپنے خالق سے جا ملے

یہ حقیقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ آنحضور (ص) کی رحلت کے بعد اصحاب رسول آپس میں جھگڑتے رہے اور جنگیں لڑی گئیں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت میں اسی حقیقت کو (کہ صحابہ تقسیم ہوگئے) کو عیاں کیا ہے:

اور تم میں سے ایک گروہ کو ایسا ہونا چاہیئے جو خیر کی دعوت دے، نیکیوں کا حکم دے برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں؛ اور خبردار ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ پیدا کیا اور واضح نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا کہ ان کے لئے عذاب عظیم ہے؛ قیامت کے دن جب بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ، جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم ایمان کے بعد کیوں کافر ہوگئے تھے اب اپنے کفر کی بناء پر عذاب کا مزہ چکھو (القرآن ۔ 3:104،106)

درج بالا آیت صحابہ کے درمیان ایک ایسے گروہ (امت) کی نشاندہی کر رہی ہے جو حق پر رہے گا آیت ظاہر کرتی ہے کہ یہ امت ان میں سے ہے چنانچہ یہ ان سب کے لئے نہیں ہے تاہم آیت کا آخری حصہ ایک تیسرے گروہ کی نشاندہی کرتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد ایمان سے منہ موڑ گیا یہ آیت بتاتی ہے کہ روز قیامت دو گروہ ہوں گے؛ ایک وہ سفید روشنی سے منوّر ہو گا، اور ایک وہ جس پر سیاہی چھائی ہوگی؛ اور یہ صحابہ کے تقسیم ہونے کا ایک اور اشارہ ہے

یہاں مزید کچھ آیات قرآنی درج کی جا رہی ہیں جو صحابہ کے تیسرے گروہ اور ان کے کارناموں کا ذکر کرتی ہیں:

یہ اپنی باتوں پر قسم کھاتے ہیں کہ ایسا نہیں کہا حالانکہ وہ کلمہ ء کفر کہہ چکے ہیں اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور وہ ارادہ کیا تھا جو حاصل نہیں کر سکے اور ان کا غصہ صرف اس بات پر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو نواز دیا ہے بہر حال یہ اب بھی توبہ کر لیں توان کے حق میں بہتر ہے اور منہ پھیر لیں تو اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں عذاب کرے گا اور روئے زمین پر کوئی ان کا سرپرست اور مددگار نہ ہو گا(القرآن ۔ 9:74)

چنانچہ اس نے، نتیجے کے طور پر، ان کے دلوں میں نفاق راسخ کر دیا اس دن تک کے لئے جب یہ خدا سے ملاقات کریں گے اس لئے کہ انہوں نے خدا سے کئے ہوئے وعدے کی مخالفت کی ہے اور جھوٹ بولے ہیں (القرآن ۔ 9:77)

یہ عربی بدّو کفر اور نفاق میں بدترین ہیں اور اسی قابل ہیں کہ جو کتاب خدا نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اس کے حدود اور احکام کو نہ پہچانیں اور اللہ خوب جاننے والا اور صاحب حکمت ہے (القرآن ۔ 9:97)

کیا آپ نے ان لوگوں کے حال پر غور نہیں کیا جن کی خیال یہ ہے کہ وہ آپ پر اور آپ سے پہلے نازل ہونے والی چیزوں پر ایمان لے آئے اور یہ چاہتے ہیں کہ سرکش لوگوں کے پاس فیصلہ کرائیں جبکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں اور شیطان تو یہی چاہتا ہے کا انہیں گمراہی میں دور تک کھینچ کر لے جائے (القرآن ۔ 2:10)

ان کے دلوں میں بیماری ہے اور خدا نے (نفاق کی بناء پر) اسے اور بھی بڑھا دیا اب اس جھوٹ کے نتیجے میں انہیں دردناک عذاب ملے گا(القرآن ۔ 2:10)

آیئے اب مندرجہ ذیل آیت پر نظر دوڑائیں:

کیا مومنین کے لئے وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل ذکر خدا اور اس کی طرف سے نازل ہونے والے حق کے لئے نرم ہو جائیں اور وہ ان اہل کتاب کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں کتاب دی گئی تو ایک عرصہ گزرنے کے بعد ان کے دل سخت ہو گئے اور ان کی اکثریت بدکار ہو گئی(القرآن 57:16)

کچھ تراجم میں یہ کہا گیا ہے کہ درج بالا آیت یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے ہے یہ بعید از حقیقت ہے کیونکہ اس صورت میں یہ بذات خود آیت سے متصادم ہو گا ابتداء میں اللہ تعالی صحابہ سے مخاطب ہے اور پھر یہودیوں اور عیسائیوں سے ان کا تقابل کرتا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ پہلے تو اللہ تعالی یہودیوں اور عیسائیوں سے یہ کہے کہ کیا مومنین کے لئے وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل ذکر خدا اور اس کی طرف سے نازل ہونے والے حق کے لئے نرم ہو جائیںاور پھر انہیں بتائے کہ ۔۔۔۔انہیں ان اہل کتاب کی طرح نہیں ہو جانا چاہیئے جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی۔۔۔۔اللہ تعالی عیسائیوں (یا یہودیوں) کا تقابل خود انہی سے کیوں کرے گا؟ کیا یہ کوئی مفہوم بنتا ہے؟ نہیں! اللہ تعالی کے الفاظ خود سے متصادم نہیں ہو سکتے بلکہ یہ آیت اللہ تعالی کی طرف سے ایک سوال کے طور پر کچھ مہاجرین کے بارے میں نازل ہوئی جو قرآن پاک کے نزول کے سترہ سال بعد بھی دلی طور پر کامل ایمان نہیں لائے تھے نتیجے کے طور پر اللہ تعالی نے ناراضگی کا اظہار کیا آخر میں اللہ تعالی

ایک مرتبہ پھر یہ واضح کرتا ہے کہ ان میں سے کچھ باغی اور منحرف تھے

درج بالا سنی احادیث / روایات، تاریخی حوالہ جات اور قرآنی آیات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قرآن پاك اور اھل البیت (ع) ہی وہ دو قیمتی اثاثہ جات ہیں جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے چھوڑ گئے اور بتلا دیا کہ اگر مسلمان ان دونوں کی پیروی کریں گے تو ان کے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے اور جنت تک پہنچ جائیں گے اور وہ جنہوں نے اھل البیت (ع) کو چھوڑ دیا، ہرگز فلاح نہیں پائیں گے

درج بالا اس حدیث سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد ہی یہ وضاحت کرنا تھا کہ کونسی سنّتحقیقی ہے اور کونسا گروہ پیغمبر اکرم (ص) کی حقیقی سنّتکا حامل ہے تاکہ حضور (ص) کے بعد مسلمان حقیقی راہ کی تلاش میں بھٹکتے نہ رہیں اس کے برعکس اگر ہم صرف سنّتکا لفظ استعمال کریں تو یہ ہمارے لئے کوئی راہ متعین نہیں کرتا کیونکہ امت مسلمہ کے تمام گروہ اپنے اپنے انداز میں قرآن اور سنّتکی تشریح کرتے ہیں لہذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر مسلمانوں کو ہدایت کر دی کہ قرآن پاک کی تشریح و تفسیر اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس حقیقی سنّتکا اتباع کریں جو اھل البیت (ع) کے ذریعے سے ہم تک پہنچی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اھل البیت علیہم السلام جن کی عصمت، پاکیزگی اور تقوی کی تصدیق قرآن پاک نے کی (آیہ نمبر 33:33 کا آخری جملہ دیکھیں)

عبداللہ ابن حنطب نے بیان کیا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جحفہ کے مقام پر ہمیں یہ کہہ کر خطاب کیا: کیا میں تم پر تمہارے نفوس سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب بولے، جی ہاں! بے شکپھر آپ نے فرمایا: تم دو چیزوں پر میرے سامنے جواب دہ ہوگے؛ ایک کتاب اللہ اور دوسرے میری ذریت

سنی حوالہ جات:

1۔ احیاء المیت از الحافظ جلال الدّین السیوطی

2۔ اربعین الاربعین از علاّمہ النّبھانی

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری قوم کے بارہ خلفاء / امام / امیر ہوں گے

سنی حوالہ جات:

1۔ صحیح البخاری، عربی۔انگلش، جلد 9، روایت نمبر 329

2۔ صحیح مسلم، انگریزی طبع، جلد 3، صفحات 1009۔1010، روایات نمبر 4476-->4483

3۔ سنن ابی داؤد، جلد 2، صفحہ 421 (تین روایات)

4۔ صحیح الترمذی، جلد 4، صفحہ 501

5۔ مسند احمد ابن حنبل، جلد 5، صفحہ 106

6۔ الطیالسی اور ابن اثیر جیسے دیگر
یہ بارہ امام روز قیامت تک رہیں گے جیساکہ صحیح مسلم تصدیق کرتی ہے ان میں سے سب سے آخری امام المہدی (ع) ہوں گے جو آخری دور میں ظاہر ہوں گے اور درج بالا حدیث کے مطابق وہ بھی اھل البیت (ع) میں سے ہوں گے سنی ذرائع میں ایسی روایات بھی موجود ہیں جن میں پیغمبر اکرم (ص) ان مقدّس نفوس کے نام تک بتائے ہیں
سنی حوالہ جات:
ینابیع الموءدّہ از القندوذی الحنفی
کوئی حیرت کی بات نہیں اگر آج مسلمانوں کی اکثریت اھل البیت (ع) کے آئمہ کے سچے راستے کی پیروی نہیں کر رہی کیونکہ ہم صحیح البخاری میں پڑھتے ہیں:
صحیح البخاری حدیث: 9۔422
ابوسعید الخدری نے بیان کیا:
پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: تم ایک ایک قدم ان اقوام کی پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گزر چکیں اتنی زیادہ (پیروی کرو گے) کہ اگر وہ ایک چھپکلی کے بل میں داخل ہوں تو تم ان بھی کا اتباع کرو گے ہم نے پوچھا، یا رسول اللہ! (کیا آپ کی مراد ہے) یہودی اور عیسائی؟ آپ نے جواب دیا، اور کون؟ (بلاشبہ یہی)
صحیح البخاری میں موجود درج بالا حدیث رسول اکرم (ص) کے اس ارشاد کی تصدیق کرتی ہے کہ مسلمانوں میں بھی بنی اسرائیل کی تاریخ دہرائی جائے گی قرآن پاک میں مذکور بنی اسرائیل کے واقعات، اسلام کی حقیقی تاریخ کو سمجھنے میں ہمارے لئے راہ ہموار کرتے ہیں اس سلسلے میں بہت سی چونکا دینے والی تشبیہات موجود ہیں ہم یہاں پر ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے:
اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں بارہ رہنما پیشوا بھیجے (القرآن ۔ 5:12)
آل محمد (ص) میں وہ بارہ امام / رہنما کون ہیں؟ اللہ تعالی نے مزید ارشاد فرمایا:
اور اس موقع کو یاد کرو جب موسی (ع) نے اپنی قوم کے لئے پانی کا مطالبہ کیا تو ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو جس کے نتیجے میں بارہ چشمے جاری ہوگئے اور سب نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا (القرآن ۔ 2:60)
علم و حکمت کے وہ بارہ چشمے (ندّیاں) کون ہیں جو آخری دور تک مسلمانوں کی پیاس کو اس طرح بجھائیں گے کہ ہر نسل ان سے فائدہ اٹھائے گی اللہ تعالی نے مزید ارشاد فرمایا:
ہم نے انہیں بارہ اقوام میں تقسیم کر دیا اور موسی (ع) کی طرف وحی کی جب ان کی قوم نے پانی کا مطالبہ کیا کہ زمین پر عصا مارو انہوں نے عصا مارہ تو بارہ چشمے جاری ہوگئے اس طرح کہ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے ان کے سروں پر ابر کا سایہ کیا اور ان پر من و سلوی جیسی نعمت نازل کی کہ ہمارے دیے ہوئے پاکیزہ رزق کو کھاؤ اور ان لوگوں نے مخالفت کر کے ہمارے اوپر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ اپنے ہی اوپر

ظلم کر رہے تھے (**القرآن** – 7:160)

بے شک ان بارہ آئمہ / رہنماؤں کا اتباع نہ کرنے والوں نے خود اپنا ہی نقصان کیا درج بالا آیت بتاتی ہے کہ حضور (ص) کی امت، آپ کی رحلت سے روز قیامت تک بارہ ادوار میں تقسیم ہوگی جن میں سے ہر دور کے لئے ایک امام / رہنما مقرر کیا گیا ہے اگلی آیت میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

اور اس وقت کو یاد کرو جب ان سے کہا گیا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ اور جو چاہو کھاؤ لیکن حطہ کہہ کر داخل ہونا اور داخل ہوتے وقت سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا تاکہ ہم تمہاری خطاؤں کو معاف کر دیں کہ ہم عنقریب نیک عمل والوں کے اجر میں اضافہ بھی کر دیں گے (القرآن ۔ 7:161)

یا

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے کہا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ اور جہاں چاہو اطمینان سے کھاؤ اور دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ کہتے ہوئے داخل ہو جاؤ کہ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور ہم نیک عمل کرنے والوں کی جزا میں اضافہ بھی کر دیتے ہیں (القرآن ۔ 2:58)

درج بالا آیات میں باب / دروازہ امام علی علیہ سلام کی اس صفت سے بہت واضح مشابہت رکھتا ہے جس کا ذکر پیغمبر اکرم (ص) نے شہر علم کا باب / دروازہ کہہ کر کیا ہے

رسول اللہ (ص) نے فرمایا:

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں چنانچہ جو علم و دانائی کے شہر میں داخل ہونا چاہے اسے چاہیئے کہ وہ اس کے باب / دروازہ سے داخل ہو

سنی حوالہ جات:

1۔ **صحیح الترمذی، جلد** 5، **صفحات** 201، 637

2۔ **المستدرک از الحکیم، جلد** 3، **صفحات** 126-127، 226

3۔ **فضائل الصحابہ از احمد ابن حنبل، جلد** 2، **صفحہ** 635 **روایت نمبر** 1081

اور بہت سے دیگر

مزید، رسول اللہ (ص) کی درج ذیل حدیث درج بالا دو آیات سے بڑی تشبیہ رکھتی ہے

رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میرے اھل البیت (ع) بنی اسرائیل کی توبہ کے دروازوں کی طرح ہیں جو یہاں داخل ہوا نجات پا گیا

سنی حوالہ جات:

1۔ **مجمع الزوائد از الھیثمی، جلد** 9، **صفحہ** 168

2۔ الاوسط از الطبرانی، روایت نمبر 18

3۔ اربعین از النبھانی، صفحہ 216

4۔ ایک اور روایت، جو بڑی حد تک اس سے مشابہ ہے الدرقطنی اور ابن حجر نے اپنی الصواعق المحرقہ باب 9 حصہ 2 صفحہ 193 میں بیان کی ہے کہ حضور (ص) نے فرمایا:

علی (ع) توبہ کا دروازہ ہیں جو اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور اس سے باہر نکل گیا وہ کافر ہے

اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

بے شک مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک اس وقت سے بارہ ہے جب اس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ان میں سے چار مہینے محترم ہیں یہی مستحکم دین ہے لہذا ان میں اپنے نفوس پر ظلم مت کرنا (القرآن ۔ 9:36)

درج بالا آیت کے حوالے سے صحیح البخاری میں موجود حسب ذیل روایت کا مطالعہ بہت مفید ہو گا

صحیح البخاری حدیث: 5۔688

ابوبکر نے بیان کیا:

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: وقت ویسی ہی حقیقی شکل اختیار کر چکا ہے جیسی زمین و آسمان کی تخلیق کے وقت تھی ایک سال بارہ ماہ پر مشتمل ہے جن میں سے چار مقدّس ہیں۔۔۔۔ یقینی طور پر تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا آگاہ رہو! میرے بعد، ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے ہوئے کافر نہ ہو جانا جو اس وقت موجود ہیں ان پر لازم ہے کہ (میرا) یہ پیغام ان تک بھی پہنچا دیں جو اس وقت موجود نہیں شاید وہ لوگ جن تک یہ پیغام پہنچایا جائے گا، ان لوگوں سے بہتر اسے سمجھ سکیں جو اسے خود (براہ راست) سن چکے ہیںپھر آپ (پیغمبر اکرم (ص)) نے دو مرتبہ دہرایا، بے شک! کیا میں نے تم تک (اللہ کا پیغام) نہیں پہنچایا؟

اب یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اس پیغام میں کیا تھا جو مکہ میں آخری حج کے دوران حضور کی تقریر سننے والے صحابہ (بہتر طور پر) نہیں سمجھ سکتے تھے؟

(وقت کی تصدیق کے لئے صحیح البخاری حدیث: 2۔ 798 دیکھئے)

پیغمبر اکرم (ص) کا پیغام دوہرے معنی رکھتا ہے بظاہر اور سطحی معنوں میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے اور چار ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب مقدّس مہینے ہیں در حقیقت یہ مہینے اسلام سے پہلے بھی مقدّس ہی سمجھے جاتے تھے لہذا بظاہر اس پیغام میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو سامعین نہیں سمجھ سکتے تھے مزید، اس حقیقت سے کہ عیسائی اور یہودی بھی ان مہینوں کے تقدّس کو قبول کر چکے تھے، یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ صرف یہ مہینے ہی اصلی دینہیں ہو سکتے، جیسا کہ آیہ مبارکہ میں درج ہے

چنانچہ ہمیں مزید گہرائی میں جاتے ہوئے اس کے معنی تلاش کرنے چاہیئں اس کے دوسرے معنی (جیسا کہ اھل البیت علیہم السلام نے

بیان کیے ہیں) یہ ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) اپنے آخری حج (رحلت سے تقریباً تین ماہ قبل) میں یہ حقیقت ہم تک پہنچانا چاہتے تھے کہ ان کے بعد بارہ امام ہوں گے اور لوگ اپنے اپنے دور میں ان کی نافرمانی کرتے ہوئے اپنے نفوس پر ظلم نہ کریں ان بارہ آئمہ میں سے چار کا مقدّس نام علی ہے جو اللہ تعالی کے نام سے اخذ کردہ ہے در حقیقت آئمہ اہل البیت میں سے چار کا اسم گرامی علی ہے سیر ابن ہشام میں رسول اللہ کا ایک اور جملہ بھی نقل کیا گیا ہے جو در حقیقت آیہء قرآن ہے:

محترم مہینوں میں تاخیر کفر میں ایک قسم کی زیادتی ہے جس کے ذریعے کفار کو گمراہ کیا جاتا ہے کہ وہ ایک سال اسے حلال بنا لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام کر دیتے ہیں تاکہ اتنی تعداد برابر ہو جائے جتنی خدا نے حرام کی ہے اور حرام خدا حلال بھی ہو جائے (القرآن ۔ 9:37) اور خدا کی طرف سے حلال کردہ حرام ہو جائے وقت اپنی گردش پوری کر چکا ہے اور یہ اس دن سے ہے جب اللہ نے زمین و آسمان خلق کئے خدا کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے ان میں سے چار مقدّس ہیں

سنی حوالہ جات:

1۔ سیر از ابن ہشام، باب حجۃ الوداع کے آخر میں، صفحہ 968 پر

2۔ دی لائف آف محمد (سیر ابن ہشام کا انگریزی ترجمہ) مترجم اے۔ گلیئم، طبع 1955، لندن، صفحہ 651

مقدّس مہینے کے التواء سے مراد ان کی امامت تسلیم کرنے میں التواء ہے جیسا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو ان کی امامت / رہبری پر ایمان نہیں لاتے گمراہ ہوں گے ایسے لوگ خدا کے ممنوعہ احکام کی اجازت دیتے ہیں اور اس (خدا) کی طرف سے حلال کردہ معاملات سے منع کرتے ہیں وہ ان لوگوں کو شامل کر کے بارہ امام کی تعداد مکمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کا اللہ کے ہاں کوئی مقام نہیں تاریخ میں شیعہ مکتبہ ء فکر سے چند فرقوں کے الگ ہو جانے کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے ابتدائی چند آئمہ کو قبول کیا اور باقیوں کو مسترد کر دیا یہاں اس حقیقت کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں ہو گا کہ جس نے آئمہ میں چاروں علیکو (بحیثیت امام) تسلیم کیا اس نے بارہ آئمہ ہی کو تسلیم کیا کیونکہ ایسا کوئی فرقہ نہیں جو ان چار آئمہ (علی) پر ایمان لا چکا ہو اور باقیوں کو مسترد کر چکا ہو

جابر (رض) کی سند پر نقل کردہ ایک روایت میں امام محمد الباقر (ع)، اھل البیت (ع) کے پانچویں امام درج بالا حدیث کی تفسیریں بیان کرتے ہیں: جابر (رض) نے کہا: میں نے امام محمد الباقر علیہ سلام سے اس آیہ کے معنی پوچھے: بے شک مہینوں کی تعداد۔۔۔۔۔(9:36) انہوں نے ایک لمبا (دکھ بھرا) سانس لیا اور کہا: اے جابر، سال سے مراد میرے جد رسول اللہ (ص) ہیں اور ان کا خاندان اس (سال کے) مہینے ہیں جو بارہ امام ہیں اور وہ۔۔۔۔۔۔۔۔(ایک ایک کر کے آئمہ کے نام لئے) ہیں یہ اللہ تعالی کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں اور اس کی وحی اور اس کے علم کے امین ہیں اور وہ چار مقدّس (مہینے) جو پختہ دین ہیں، در حقیقت یہی چار ہستیاں ہیں جو ایک ہی نام رکھتی ہیں (یعنی) علی امیر المومنین (ع)، میرے والد علی ابن الحسین (ع)، علی ابن موسی (ع) اور علی ابن محمد (ع) اس طرح ان چاروں کو تسلیم کرنا پختہ دین ہے چنانچہ ان کے معاملے میں اپنے نفوس پر ظلم مت کرو اور ہدایت حاصل کرنے کے لئے ان سب پر ایمان لاؤ

شیعہ حوالہ:

کتاب الغیبۃ از شیخ طوسی

ینابیع المودّہ کے سنی مصنف اپنی کتاب میں درج ذیل واقعہ قلمبند کرتے ہیں: ایک العقل نامی یہودی پیغمبر اکرم (ص) کے پاس آیا اور کہا، اے محمد (ص) میں آپ سے کچھ خاص چیزوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں جنہیں میں نے خود اپنی ذات تک رکھا اگر آپ مجھے ان کا جواب دے دیں تو ابھی آپ کے سامنے اسلام قبول کر لوں گا پیغمبر اکرم (ص) نے جواب دیا، پوچھو، اے ابو امارہ! چنانچہ اس نے بہت سی چیزوں کے بارے میں پوچھا حتی کہ وہ مطمئن ہوگیا اور تسلیم کیا کہ پیغمبر اکرم (ص) برحق ہیں پھر پوچھا، مجھے اپنے وصی (جانشین) کے بارے میں بتائیں؟ وہ کون ہے؟ کوئی پیغمبر بھی وصی کے بغیر نہیں ہوتا، ہمارے پیغمبر موسی (ع) نے یوشع ابن نون کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا آپ (ص) نے جواب دیا، میرا وصی علی ابن ابی طالب (ع) ہے جس کے بعد میرے نواسے الحسن (ع) اور الحسین (ع)، اور ان کے بعد الحسین (ع) کی ذریت میں سے نو لوگ ہوں گے پھر اس نے کہا، اے محمد! مجھے ان کے نام بھی بتائیے پیغمبر اکرم (ص) نے جواب دیا، جب الحسین (ع) رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے علی (ع) ان کی جگہ لیں گے، جب علی (ع) رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے محمد (ع) ان کے جانشین ہوں گے جب محمد (ع) رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے جعفر (ع) ان کے جانشین ہوں گے جب جعفر (ع) رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے موسی (ع) ان کے جانشین ہوں گے جب موسی رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے علی (ع) ان کی جگہ لیں گے جب علی (ع) رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے محمد (ع) ان کے جانشین ہوں گے جب محمد (ع) رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے علی (ع) ان کے جانشین ہوں گے جب علی (ع) رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے الحسن (ع) ان کے جانشین ہوں گے اور جب الحسن (ع) رخصت ہوں گے تو الحجۃ محمد المہدی (ع) ان کے جانشین ہوں گے یہی وہ بارہ (جانشین) ہیں اس یہودی نے اسلام قبول کر لیا اور ہدایت بخشنے پر اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی

سنی حوالہ:

حنفی مصنف القندوذی نے ینابیع الموءدّ باب 76 صفحہ 440 پر نقل کیا

ایک اور سنی مصنف الہمویانی نے بھی مجاہد اور ابن عباس کے حوالے سے نقل کیا

چند ممکنہ اعتراضات اور ان کے جواب:

اعتراض۔ ایک برادر اہلسنت نے ایک روایت کا ذکر کیا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے، میرے بعد خلافت 30 سال تک رہے گی پھر بادشاہ ہوں گے یہ تیس (30) سال ابوبکر، عمر، عثمان اور علی ابن ابی طالب (ع) کے ادوار خلافت اور الحسن ابن علی (ع) کے چھ ماہ تک محیط ہیں ان تیس سالوں کے بعد حکمرانی معاویہ کے پاس چلی گئی پانچویں خلیفہ سے گیارویں تک اللہ تعالی بہتر جانتا ہے اور بارہویں خلیفہ المہدی المنتظر ہوں گے

جواب۔ درج بالا معترضہ روایت بہت مضحکہ خیز دکھائی دیتی ہے کیونکہ خلیفہ کا مطلب ہے جانشین / نائب۔ پیغمبر اکرم (ص) کے جانشین

(یا پچھلے خلیفہ کے نائب) کو حضور (ص) کی رحلت (یا پچھلے خلیفہ) کے فوری بعد بغیر کسی توقف / فاصلے کے آنا چاہئیے تاکہ لفظ جانشینیا نائبکوئی معنی دے سکے

مزید یہ کہ (جیساکہ صحیح مسلم میں بھی بیان کیا گیا) پیغمبر اکرم (ص) نے بتایا کہ یہ بارہ خلفاء روزقیامت تک کے ادوار کو مکمل کریں گے قرآن پاک کی آیت 13:7 کو دیکھئے جس میں اللہ تعالی نے بتایا کہ پیغمبر اکرم (ص) کو نذیر (تنبیہ کرنے والا / ڈرانے والا) کے طور پر بھیجا گیا اور ہر دور کے لوگوں کے لئے ایک ہادی (امام) ہے تو پھر پانچویں خلیفہ کے بعد ہادی کون تھا؟ آج کے دور کا ہادی کون ہے وہ اولوالامر کون ہے جس کی اطاعت اتنی ہی واجب ہے جتنی پیغمبر اکرم (ص) کی؟ وہ کون ہے جسے اللہ تعالی نے باقی / محفوظ رکھا ہے (بقیۃ اللہ)؟ جس کے بارے میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

وہ جو اللہ کی طرف سے باقی رکھا گیا (بقیۃ اللہ) تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم صاحب ایمان ہو (القرآن ۔ 11:86)

درج بالا حدیث اس حقیقت کا ایک اور ثبوت ہے کہ ہر دور میں ایک ہستی کا وجود ضروری ہے جسے اللہ تعالی اس روئے زمین پر امور دین برقرار رکھنے کے لئے باقی رکھتا ہے اور وہ اس دور کا امام / ہادی ہوتا ہے اس طرح، جب تک اس روئے زمین پر ایک بھی انسان باقی ہے خدا کی طرف سے مقرر کردہ قیادت کا مقام ہرگز خالی نہیں ہو سکتا آپ تو ابھی تک اس سوال کا جواب بھی نہیں دے پائے کہ ان بارہ آئمہ میں سے باقی آئمہ کون ہیں آپ نے یہ دعوی تو کر دیا کہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی (ع)، الحسن (ع) پہلے پانچ خلفاء ہیں لیکن آپ نے باقیوں کا کوئی تذکرہ نہیں کیا پیروکاروں کو اپنے خلیفہ کے بارے میں علم ہونا چاہئیے ورنہ کسی خیالی خلیفہ کی اطاعت تو ہو نہیں سکتی جبکہ حضور (ص) نے ان کی مکمل اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ کو اپنے رہنماؤں کے بارے میں علم ہی نہ ہو تو آپ ان کی اطاعت کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ جاننا بہت اہم ہے کہ کس (خلیفہ یا امام) کے فرمودات کی پیروی کی جانی چاہئیے کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں اولوالامر کے طور پر ان کی غیر مشروط پیروی کرنے کا حکم دیا ہے اور پیغمبر اکرم (ص) نے ہمیں حکم دیا ہے کہ دو گرانقدر چیزوں میں سے ایک کے طور پر ان کی اطاعت کریں ان کی پیروی کرنا ہی نجات کا واحد ذریعہ ہے جیسا کہ پیغمبر (ص) اس حقیقت کی تصدیق کر چکے ہیں (برائے مہربانی قرآن اور اھل البیت (ع) ملاحظہ کیجئے)

اب بتائیے اے برادر! آخر کیا وجہ کہ تیس سال کے بعد بادشاہت رائج ہو گئی؟ کیا آپ یقین نہیں کریں گے کہ معاویہ جیسے کچھ لوگوں کی بداعمالیاں مسلم امت کے لئے ایسی ذلت کا باعث بنیں؟ آخر کیا خرابی پیدا ہوئی؟ آپ دعوی کرتے ہیں کہ یہ لوگ بہترین انسان تھے اگر یہ سچ ہے تو انہوں نے خلافت کو وراثتی بادشاہت میں بدلنا کیسے گوارا کر لیا؟ غالب امکان ہے کہ انہی بادشاہوں نے تیس سالوالی روایت گھڑی ہوتا کہ عوام الناس کے ذہن سے بارہ آئمہ کا تصوّر نکال سکیں اور اپنے غاصبانہ طرز عمل اور ناجائز تسلط کا جواز پیش کر سکیں

اعتراض ۔ ایک اور سنی برادر نے یہ اعتراض کیا ہے کہ شیعہ مکتبہ ء فکر کے بارہ آئمہ میں سے صرف امام علی علیہ سلام اور امام الحسن علیہ سلام نے (بظاہر) اقتدار سنبھالا تو پھر شیعہ حضرات اس بات پہ کیسے مصر ہو سکتے ہیں کہ جب پیغمبر اکرم (ص) نے بارہ آئمہ کا ذکر کیا تو آپ کی مراد یہی حضرات تھے؟

جواب ۔ اللہ تعالیٰ نے، اپنے فضل واحسان سے، پیغمبر (ص) اور ان کے جانشین مقرّر کیے تاکہ وہ ہمیں خبردار کریں اور اور صراط مستقیم کی طرف ہماری رہنمائی کریں اب یہ فیصلہ ہمیں کرنا ہے کہ ہم اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے ان کی ہدایت کو قبول کرتے ہیں یا نہیں ۔ ہم پر کوئی جبر نہیں کیا گیا کہ خدا تعالی کے مقرّر کردہ امام کی اطاعت کریں اگرچہ ہم اس کے جوابدہ ضرور ہوں گے یہ انتخاب ہمیں کرنا ہے کہ صحیح راستے کا انتخاب کرتے ہیں یا غلط کا ۔

قیادت کا انحصار دو پہلوؤں پر ہوتا ہے ایک پہلو قائد سے متعلقہ ہے ہمارا ایمان ہے کہ چونکہ اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے کہ اس مقام کا صحیح اہل کون ہے لہذا وہ ہی انسانیت کے لئے قائد / رہنما مقرّر کرتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں نشاندہی کی گئی ہے (القرآن 2:124، 21:73، 32:24 وغیرہ دیکھئے) امام کی نامزدگی کا علم پیغمبر یا سابقہ امام کے اعلان سے ہوتا ہے

قیادت کا اظہار (بظاہر) حکمرانی کی صورت میں ہونے کے لئے دوسرا پہلو بے حد ضروری ہے اور یہ پیروکاروں سے متعلق ہے جو قائد / رہنما رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے اس کے کچھ پیروکار بھی ہونے چاہئیں اور بالآخر اس کی حکمرانی اور اقتدار قائم ہونا چاہئیے اللہ تعالی نے ہمارے لئے قائد / رہنما مقرّر کر کے اپنی نعمت ہم پر مکمل کر دی اب یہ ہم پر فرض ہے کہ دوسرے پہلو کی تکمیل کریں جو پیغمبر اکرم (ص) اور ان کے اہل البیت (ع) کی قیادت کی پیروی کرنے سے ہی ممکن ہے اگر ہم اپنا فرض ادا کریں گے تو قائد / رہنما اس دنیاوی زندگی میں خود بخود مقتدر ہو جائے گا

لیکن اگر ہم اس رہنما کی نافرمانی کریں گے تو بظاہر اس کے پاس کوئی اختیار و اقتدار نہیں رہے گا اور وہ صرف چند وفادار پیروکاروں کا روحانی پیشوا / رہنما (امام المتقین / خدا سے ڈرنے والوں کا امام) ہی رہ جائے گا مسلمان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ پیغمبر (جن میں سے کچھ اپنے وقت کے امام بھی تھے) خدا کی طرف سے نامزد ہوتے ہیں اگر ہم ان کی زندگیوں کا مطالعہ کریں، جن میں کچھ کی وضاحت قرآن پاک میں بھی کی گئی ہے، تو دیکھیں گے کہ ان کی اکثریت اپنی قوم کے ہاتھوں ظلم و ستم کا شکار ہوتی رہی حضرت یحیی علیہ سلام کی زندگی پر نظر دوڑائیں وہ اللہ تعالی کی طرف سے مقرّر کردہ پیغمبر تھے اور لوگوں پر واجب تھا کہ ان کی اطاعت کریں لیکن انہوں نے ان (یحیی علیہ سلام) کا ساتھ نہ دیا بلکہ انہیں ذبح کر کے ان کا سر اقدس الگ کر دیا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ امام نہیں تھے؟ کیا اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کا ساتھ نہ دیا؟ جواب یہی ہے کہ اللہ تعالی نے انسانوں کو ان کی مرضی پر چھوڑتے ہوئے یہ اختیار دیا ہے کہ اس (خدا) کی نامزد کردہ قیادت کو قبول کریں یا مسترد کر دیں پیغمبر یحیی علیہ سلام کے معاملے میں لوگوں نے انہیں مسترد کر دیا اور بے شک اس نافرمانی پر جہنم ہی ان کا مقدّر بنے گی یہی معاملہ حضرت ابراہیم علیہ سلام کا ہے جو امام بھی تھے قرآن پاک میں ارشاد ہے:

اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعے ابراہیم کا امتحان لیا اور انہوں نے پورا کر دیا تو اس (خدا) نے کہا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام بنا رہے ہیں (القرآن ۔ 2:124)

لوگوں پر واجب تھا کہ وہ ایسے امام کی پیروی و اطاعت کرتے جسے اللہ تعالی نے نامزد کیا لیکن وہ ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے حتی کہ (اس نافرمانی میں) اس حد تک پہنچ گئے کہ انہیں (حضرت ابراہیم علیہ سلام کو) آگ میں پھینک دیا اس طرح درج بالا آیت واضح طور پر بتاتی ہے

کہ ضروری نہیں اللہ تعالی کی طرف سے مقرّر کردہ امام ظاہر بظاہر بھی حکمرانی کرے اسی لئے قیادت کے دو پہلو ہوتے ہیں اللہ تعالی اپنے کرم سے متعلق پہلو (پیغمبر اور امام کو نامزد کرنا) کی تکمیل کرتا ہے اب یہ انتخاب ہمیں کرنا ہے کہ ہم دنیا اور آخرت کی نعمتیں حاصل کرنے لئے ایسے امام کا اتباع کر کے اپنا فرض نبھاتے ہیں یا نہیں۔ جہاں تک ہمارے آئمہ کا تعلق ہے اگرچہ وہ قیادت کے لئے بہترین اور اہل ترین نفوس تھے اور اللہ تعالی اور پیغمبر اکرم (ص) کی طرف سے نامزد کردہ تھے، لیکن لوگوں کی اکثریت نے ان کی نافرمانی کی یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کیونکہ انسانی تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے

اسی طرح، پیغمبر اکرم (ص) کی رحلت کے بعد پہلے تین حکمرانوں (خلفاء) کے ادوار میں امام علی علیہ سلام ہی برحق امام تھے اور یہ حکمران ان (امام علی علیہ سلام) سے زیادہ سے زیادہ حکمرانی چھین سکتے تھے نہ کہ منصب امامت۔ باالفاظ دیگر خدا تعالی کی طرف سے مقرّر کردہ امام ہی حکمرانی کے لئے اہل ترین انسان ہوتا ہے لیکن منصب امامت محض حکمرانی سے بڑھ کر بہت وسیع معنی رکھتا ہے امام متقین کا ہادی ہوتا ہے، قرآن اور پیغمبر اکرم (ص) کی سنت کا مکمل علم رکھتا ہے اور جب امور دین میں اختلافات پیدا ہو جائیں تو یہی امام محفوظ پناہ گاہ ہوتا ہے تاہم امام المھدی (ع) کا معاملہ مختلف ہو گا کیونکہ جب وہ ظہور فرمائیں گے تو اللہ تعالی کی مدد سے اپنی حکمرانی اور اقتدار نافذ فرمائیں گے اسی لئے انہیں القائم (قیام کرنے والا) کا لقب عطا ہوا ہے

اعتراض۔ ایک سنی برادر نے یہ نکتہ اٹھایا کہ قرآن پاک کے مطابق ابراہیم علیہ سلام نے کہا: اور مجھے متقین کا امام بنا دے آپ لفظ امام کا ترجمہ رہنما کے طور پر کرتے ہیں لیکن اس میں سیاسی قیادت کا مفہوم بھی شامل کر لیتے ہیں تاہم یہ واضح ہے کہ امام سے مراد صرف رہنما ہی ہے (سیاسی قیادت ضروری نہیں) آپ اس بات کو یوں ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے وہ (ابراہیم علیہ سلام) منصب نمرود سنبھالنے یا عراق پر حکومت کرنے یا ایسے ہی کسی مفاد کے لئے کوشاں تھے جبکہ درحقیقت ابراہیم علیہ سلام کا مقصد یہی تھا کہ لوگوں کو خدا شناس بنانے کے لئے راہ ہموار کریں اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے انبیاء مبعوث ہوئے

جواب۔ قطع نظر اس بات کے کہ پیغمبر ابراہیم علیہ سلام کی بعثت کا مقصد صرف ایک روحانی پیشوا بننا تھا یا زمینی حکمرانی اور قیادت سنبھالنا، ابراہیم علیہ سلام خدا تعالی کی طرف سے نامزد کردہ امام ہیں، خواہ لوگ ان کا اتباع کریں یا نہیں۔ اگر لوگوں کی اکثریت ان کی پیروی کرتی ہے تو وہ خود بخود اقتدار میں آجاتے ہیں اس کے برعکس اگر لوگ ان کی نافرمانی کرتے ہیں تو بھی وہ اپنے چند وفادار پیروکاروں (متقین) کی روحانی قیادت سنبھالیں گے

برادر! آپ کا کیا خیال ہے کیا اللہ تعالی نے صرف متقین کو ہی ابراہیم علیہ سلام کے اتباع کا حکم دیا تھا؟ اور دوسرے لوگ اس حکم سے مستثنیٰ تھے اس دور کے ہر شخص پر ابراہیم علیہ سلام کی اطاعت واجب تھی اور ان کی اطاعت نہ کرنے والوں کا مقدر دوزخ ہے مزید برآں، قرآن پاک کی آیہ 2:124 واضح طور پر بتاتی ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں انسانیت کا امام مقرّر کیا نہ کہ کسی مخصوص گروہ نے۔ آپ کا یہ خیال کہ پیغمبر کوئی سیاسی ایجنڈا نہیں رکھتے، غلط ہے اس خیال خام سے آپ درحقیقت غیر ارادی طور پر پیغمبر اکرم (ص) کی مخالفت کر رہے ہیں جنہوں نے جزیرہ نمائے عرب کے ابوسفیان جیسے کفار کے خلاف جہاد کیا اور پہلی اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی یہ سچ ہے کہ پیغمبروں کی بعثت

کا مقصد یہی تھا کہ لوگوں کو خدا شناس بنائیں اور اسی کے حضور سر تسلیم خم کر دینے کا درس دیں لیکن یہ مقصد بغیر کسی سیاسی اختیار و اقتدار کے حاصل نہیں کیا جا سکتا ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ خدا تعالی کی طرف سے نامزد رہنما کا اوّل و آخر مقصد حکومت کا حصول ہے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ایسا امام ہی ایسے منصب کے لئے اہل ترین شخص ہوتا ہے لوگوں کو یہ حقیقت پہچانتے ہوئے اس (امام) کے احکام کو تسلیم کرنا چاہیئے اور اگر وہ ایسا کریں گے تو امام کسی ایجنڈا کی ضرورت محسوس کئے بغیر، خود بخود اس قوم کا سربراہ ہو جائے گا

یہاں ایک سنی برادر کا یہ تذکرہ دلچپی سے خالی نہیں ہو گا کہ ابن کثیر جیسے شیعہ بیزار شخص نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہمیں بیان کیا ہے کہ الحسین (ع) ان بارہ خلفاء میں شمار ہوتے ہیں اس سلسلے میں ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ اگر سنی برادران واقعی امام الحسین (ع) کو ان خلفاء میں سے ایک مانتے ہیں تو وہ اس نقطہ ء نظر کی تائید کر چکے ہیں جس کا پرچار شیعہ کرتے ہیں یعنی، لازم نہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) کے خلفاء / جانشین کو منصب اقتدار سنبھالنے کا موقع بھی میسر آئے ورنہ امام الحسین (ع)، جو بظاہر حکمرانی نہ کر سکے، کو بارہ خلفاء میں شمار نہیں کیا جا سکتا تھا ہم متفق ہیں کہ ابن کثیر اور ابن قیم الجوزیہ شیعوں سے نفرت کرتے تھے اور غالب امکان ہے کہ انہوں نے یہ نفرت اپنے استاد ابن تیمیہ سے سیکھی ان میں سے کسی کو بھی کبھی کسی سنی عالم نے نہیں سراہا اگر چہ وہابیوں کی لائبریریاں ان کی کتابوں سے بھری پڑی ہیں

آئمہ اھل البیت علیہم السلام کے بارے میں چند حقائق

پہلے امام: امیرالمومنین، ابوالحسن، علی المرتضی (ع)، ابن ابوطالب تیرہ رجب، اعلان نبوّت سے دس سال پہلے (600 عیسوی) کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ اٹھائیس (28) صفر، گیارہ (11) ہجری / چھے سو بتیس (632) عیسوی کو پیغمبر اکرم (ص) کی رحلت پر امام بنے، مسجد کوفہ (عراق) میں دوران نماز ابن ملجم کی زہر آلود تلوار سے زخمی ہوئے، دو دن بعد اکیس (21) رمضان، چالیس (40) ہجری / چھے سو اکسٹھ (661) عیسوی کو شہید ہوئے اور النجف (عراق) میں دفن ہوئے

دوسرے امام: ابو محمد، الحسن المجتبی (ع)، ابن علی پندرہ رمضان، تین (3) ہجری / چھے سو پچیس (625) عیسوی کو مدینہ میں پیدا ہوئے، سات (7) یا اٹھائیس (28) صفر پچاس (50) ہجری / چھے سو ستر (670) عیسوی کو معاویہ ابن ابی سفیان کے حکم پر مدینہ میں شہید کر دیے گئے

تیسرے امام: ابو عبداللہ، الحسین (ع)، سیدالشھداء، ابن علی تین (3) شعبان چار (4) ہجری / چھے سو چھبیس (626) عیسوی کو مدینہ میں پیدا ہوئے، اپنے تمام بیٹوں (ماسوائے ایک کے)، رشتہ داروں اور اصحاب کے دس (10) محرم (یوم عاشور) اکسٹھ (61) ہجری، چھے سو اسی (680) عیسوی کو کربلا (عراق) میں یزید ابن معاویہ (لع) کے حکم پر شہید کر دیے گئے آپ اور آپ کے بڑے بھائی الحسن (ع) پیغمبر اکرم (ص) کی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہراء (ع) کے فرزند تھے

چوتھے امام: ابو محمد، علی زین العابدین (ع)، ابن الحسین پانچ (5) شعبان، اڑتیس (38) ہجری / چھے سو انسٹھ (659) عیسوی کو پیدا ہوئے، پچیس (25) محرم چورانوے (94) ہجری / سات سو تیرہ (713) عیسوی کو مدینہ میں ہشام ابن عبدالملک کے حکم پر زہر سے شہید کر دیے گئے

پانچویں امام: ابو جعفر محمد (ع) الباقرابن علی، یکم رجب ستاون (57) ہجری / چھے سو ستتر (677) عیسوی کو مدینہ میں پیدا ہوئے، اور سات (7) ذوالحجہ ایک سے چودہ (114) ہجری / سات سو تینتیس (733) عیسوی کو مدینہ میں ابراہیم کی سازش سے زہر سے شہید کروا دیے گئے

چھٹے امام: ابو عبداللہ جعفر (ع) الصادق ابن محمد، سترہ (17) ربیع الاوّل تراسی (83) ہجری / سات سو دو (702) عیسوی کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور پچیس (25) شوّال ایک سو اڑتالیس (148) ہجری / سات سو پینسٹھ (765) عیسوی کو المنصور کے حکم پر مدینہ میں ہی زہر سے شہید کروا دیے گئے

ساتویں امام: ابوالحسن الاوّل موسیٰ (ع) الکاظم ابن جعفر، سات (7) صفر ایک سو انتیس (129) ہجری / سات سو چھیالیس (746) عیسوی کو الابوہ (مدینہ سے سات میل کے فاصلے پر) پیدا ہوئے، پچیس (25) رجب ایک سو تراسی (183) ہجری / سات سو ننانوے (799) عیسوی کو بغداد میں ہارون الرشید کے قید خانے میں زہر سے شہید کروا دیے گئے اور بغداد (عراق) کے نزدیک الکاظمیہ کے مقام پر دفن ہیں

آٹھویں امام: ابوالحسن الثانی علی (ع) الرضا ابن موسیٰ گیارہ (11) ذوالقعدہ ایک سو اڑتالیس (148) ہجری / سات سو پینسٹھ (765) عیسوی کو مدینہ میں پیدا ہوئے، اور سترہ (17) صفر دو سو تین (203) ہجری / آٹھ سو اٹھارہ (818) عیسوی کو مشہد (خراسان، ایران) میں مامون کے حکم پر زہر سے شہید کر دیے گئے

نویں امام: ابو جعفر الثانی محمد (ع) التقی الجوّاد ابن علی، دس (10) رجب ایک سو پچانوے (195) ہجری / آٹھ سو گیارہ (811) عیسوی کو مدینہ میں پیدا ہوئے، تیس (30) ذوالقعدہ دو سو بیس (220) ہجری / آٹھ سو پینتیس (835) عیسوی کو معتصم کے حکم پر بغداد میں زہر سے شہید کر دیے گئے اور الکاظمیہ میں اپنے جد کے قریب دفن ہوئے

دسویں امام: ابوالحسن الثالث علی (ع) النقی الحادی ابن محمد، پانچ (5) رجب دو سو بارہ (212) ہجری / آٹھ سو ستائیس (827) عیسوی کو مدینہ میں پیدا ہوئے، تین رجب دو سو چوّن (254) ہجری / آٹھ سو اڑسٹھ (868) عیسوی کو متوکل کے حکم سے سمرہ (عراق) میں زہر سے شہید ہوئے

گیارہویں امام: ابو محمد الحسن (ع) العسکری ابن علی، آٹھ (8) ربیع الثانی دو سو بتیس (232) ہجری / آٹھ سو چھیالیس (846) عیسوی کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور آٹھ (8) ربیع الاوّل دو سو ساٹھ (260) ہجری / آٹھ سو چوہتر (874) عیسوی کو متعمد کی سازش سے زہر سے شہید کر دیے گئے

بارہویں امام: ابوالقاسم محمد (ع) المہدی ابن الحسن، پندرہ (15) شعبان دو سو پچپن (255) ہجری / آٹھ سو انسٹھ (859) عیسوی کو سمرہ (عراق) میں پیدا ہوئے آپ (ع) ہمارے موجودہ اور باحیات امام ہیں آپ (ع) دو سو ساٹھ (260) ہجری / آٹھ سو چوہتر (874) عیسوی کو غیبت صغریٰ میں تشریف لے گئے جو تین سو انتیس (329) ہجری / آٹھ سو چوالیس (844) عیسوی تک جاری رہی پھر غیبت صغریٰ شروع ہو گئی جو تا حال جاری ہے آپ (ع) اس وقت دوبارہ ظہور فرمائیں گے جب اللہ تعالیٰ انہیں اس روئے زمین پر سلطنت الٰہی قائم کرنے اور اس (دنیا) پر حق و انصاف کا بول بالا کر دینے کا اذن دے گا جبکہ یہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی آپ (ع) القائم (جو سلطنت الٰہی کے قیام کے لئے کھڑے ہوں گے)؛ الحجّۃ (مخلوق خدا پر اللہ تعالیٰ کی حجت)؛ صاحب الزّماں (ہمارے زمانے کے امام) اور صاحب الامر

(جسے امر الہی کی حمایت حاصل ہو)

ذیل میں ان بارہ آئمہ اہل البیت کا طیب و طاہر شجرہ نسب دیا جا رہا ہے سب پیغمبر اکرم (ص) کی مقدس ذریت ہیں اور امام المہدی (ع) کے سوا سب شہید ہیں:

عبدالمطلب

ا

عبداللہ ابوطالب

ا ا

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا ا

فاطمہ (الزہراء علیہ سلام) علی (المرتضی علیہ سلام)

ا ا

ا

الحسن (مجتبی علیہ سلام) الحسین (سید الشہداء علیہ سلام)

ا

علی (زین العابدین علیہ سلام)

ا

محمد (الباقر علیہ سلام)

ا

جعفر (الصادق علیہ سلام)

ا

موسی (الکاظم علیہ سلام)

ا علی (الرضا علیہ سلام)

ا

محمد (التقی علیہ سلام)

ا

علی (النقی علیہ سلام)

ا

حسن (العسکری علیہ سلام)

ا

محمد (المہدی علیہ سلام)

شیعہ مکتبہ ء فکر کے بارے میں جامعۃالازہر کا فتوی

ذیل میں علمائے اہلسنت کے محترم ترین مفکر و محقق شیخ سید محمود شلطوت کا شیعہ مکتبہ ء فکر کے بارے میں فتوی دیا جا رہا ہے شیخ شلطوت، مصر کی نامور یونیورسٹی جامعۃالازہر جو دنیائے اہلسنت کے معتبر ترین اداروں میں سے ہے، کے سربراہ تھے یہاں یہ تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں ہو گا کہ چند دہائیاں قبل شیعہ اور سنی علماء نے الازہر میں دارالتقریب المذاہب الاسلامیہ (اسلام کے مختلف مکتبہ ہائے فکر کو قریب لانے کا مرکز) کے نام سے ایک مرکز قائم کیا اس کا مقصد، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، مختلف مکتبہ ہائے فکر کے درمیان اختلافات کو کم کرنا، اور اسلامی فقہ کے فروغ میں مختلف مکاتب سے تعلق رکھنے والے محققین اور علماء کے کردار کو سراہتے ہوئے باہمی یگانگت اور احترام کو فروغ دینا تھا تاکہ وہ اپنے اپنے پیروکاروں کو توحید کی حتمی منزل اور اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لینے کی طرف مائل کریں جیسا کہ مشہور آیۃ قرآنی واضح طور پر مسلمانوں سے تقاضا کرتی ہے کہ:

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو:

یہ عظیم کاوش اس وقت ثمرآور ثابت ہوئی جب شیخ شلطوت نے وہ اعلان کیا جس کا اردو ترجمہ ذیل میں دیا گیا ہے یہ حقیقت کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ شیخ شلطوت کے اعلان کے بعد سے تاحال، جامعہ الازہر کی سرکاری حیثیت و رائے، شیعہ امامیہ مکتبہ ءفکر سمیت کسی بھی مکتبہ ء فکر کے حوالے سے تبدیل نہیں ہوئی تاہم حجاز میں نام نہاد صاحبان علم کی پیروی کرنے والے کچھ حضرات اس سے اختلاف رکھتے ہیں باوجود اس حقیقت کے، کہ ذیل میں دیا جانے والا فتوی نہ صرف جامعۃالازہر کی رائے ہے بلکہ سنی علماء و محققین کی اکثریت بھی اسی نظریہ کی حامل ہے تفرقہ بازی کرنے والوں کو جان لینا چاہئے کہ ان کی کوششیں ناکام و نامراد رہیں گی

قارئین کی سہولت کے لئے یہ وضاحت کی جا رہی ہے کہ الشیعہ الامامیہ الاثناء عشریہ سے مراد بارہ آئمہ پر ایمان رکھنے والا شیعہ مکتبہ ء فکر ہے جو

آج شیعہ اکثریت پر مشتمل ہے بہت سی تحریروں اور ادب پاروں میں جعفری شیعہاور امامیہ شیعہکے متبادل کے طور پر الاثناء عشری شیعہکی اصطلاح بھی استعمال ہوئی ہے یہ سب ایک ہی مکتبہء فکر کے مختلف نام ہیں الشیعہ الزّیدیہشیعوں میں ایک اقلیتی طبقہ ہے جن کی زیادہ تر تعداد جزیرہ نمائے عرب کے مشرقی حصہ میں واقع ملک یمن میں آباد ہے الاثناء عشری شیعہمکتبہء فکر سے الشیعہ الزّیدیہطبقے کا تفصیل سے تقابلی جائزہ لینے کے لئے عظیم شیعہ محقق علاّمہ طباطبائی کی تحریر کردہ معروف کتاب شیعہ اسلام (مترجم: سید حسین نثار)، مطبوعہ؛ سٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک پریس، کا مطالعہ کیجئے

شیخ شلطوت کا فتوی حسب ذیل ہے:

صدر دفترالازہر یونیورسٹی قاہرہ مصر

(ابتداء ہے) اللہ تعالی کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے

الشیعہ الامامیہمکتبہء فکر اپنانے کی اجازت کے حوالے سے محترم شیخ الاکبر محمود شلطوت، سربراہ الازہر یونیورسٹی کے جاری کردہ فتوی کا متن محترم شیخ سے پوچھا گیا: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مذہبی امور اور معاملات میں درستگی کے لئے ایک مسلمان پر لازم ہے کہ چار معروف مکتبہ ہائے فکر میں سے کسی ایک کی پیروی کرے جبکہ الشیعہ الامامیہان میں شامل نہیں ہے اور نہ ہی الشیعہ الذیدیہ کیا آپ اس نظریہ سے اتفاق کرتے ہیں اور الشیعہ الامامیہ الاثناء عشریہمکتبہء فکر کی پیروی کرنے سے منع فرماتے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا:

1) اسلام مسلمانوں سے کسی خاص مذہب (مکتبہ ء فکر) کی پیروی کرنے کا تقاضا نہیں کرتا بلکہ ہم تو یوں کہیں گے کہ: ہر مسلمان کو ان مکتبہ ہائے فکر میں سے کسی بھی ایسے مکتبہء فکر کی پیروی کرنے کا حق ہے جسے درست طریقے سے بیان کر دیا گیا ہو اور اس کی کتابوں میں اس کے فتاوی درج کر دیے گئے ہوں اور ان مذاہب (مکتبہ ہائے فکر) کی پیروی کرنے والا کوئی بھی شخص کسی بھی دوسرے مکتبہء فکر میں منتقل ہو سکتا ہے اور ایسا کرنے میں ان پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا

2) جعفری مکتبہ ءفکر جو الشیعہ الامامیہ الاثناء عشریہ (بارہ آئمہ کی پیروی کرنے والے) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، ایسا مکتبہ ءفکر ہے جسے دوسرے سنی مکتبہ ء ہائے فکر کی طرح دینی امور اور عبادت کے معاملات میں اپنایا جا سکتا ہے مسلمانوں کو یہ علم ہونا چاہیئے اور کسی بھی مخصوص مکتبہ ء فکر کے خلاف ناجائز تعصب پالنے سے گریز کرنا چاہیئے کیونکہ دین الہی اور اس کے قوانین (شریعت) کسی مخصوص مکتبہ ء فکر تک محدود نہیں کئے گئے ان (جعفری مکتبہ ءفکر) کے مجتہدین اللہ تعالی کے نزدیک قابل قبول ہیں اور غیر مجتہد کے لئے ان کی پیروی کرنا اور عبادت و معاملات میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا جائز ہے۔ دستخط محمود شلطوت

درج بالا فتوی چھے (6) جولائی انیس صد انسٹھ (1959) کو سربراہ الازہر یونیورسٹی کی طرف سے جاری کیا گیا اور مشرق وسطی میں اخبار الشعب (مصر) اشاعت سات (7) جولائی انیس صد انسٹھ (1959)، اخبار الکفاء (لبنان) اشاعت آٹھ (8) جولائی انیس صد انسٹھ (1959) سمیت بہت سی مطبوعات میں شائع ہوا۔ 1986 میں ڈیٹرائٹ، مشیگان میں شائع ہونے والی محمد جواد چری، (ڈائریکٹر آف دی اسلامک سنٹر آف

امریکہ)،کی کتاب انکوائریز اباؤٹ اسلام (اسلام کے بارے میں دریافتیں) میں بھی موجود ہے
(اس فتوی کا عربی یا انگریزی زبان میں حقیقی متن حاصل کرنے کے لئے، یا ذہن وفکر میں اٹھنے والے کسی سوال کی تلاش میں بذریعہ ای میل ہم سے رابطہ کریں)
shiaofahlulbayt@groups.msn.com